



حَقِيقَتُ نُورِ مُحَمَّدٍ ﷺ

شیخ الاسلام علامہ مفتی سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی

تلخیص و تحشیہ

محسنی انصاری شرفی

شیخ الاسلام اکیڈمی مکیہ المکرمہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حَقِيقَتُ نُورِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

شیخ الاسلام علامہ مفتی سید محمد رفیع اشرفی الجیلانی

تلخیص و تفسیر
محسنی انصاری شرفی

شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد دکن

کلیم بک ڈپو اینڈ آفسیٹ پرنٹرس



خاص بازار، تین دروازہ، احمد آباد-۱
فون نمبر: ۰۷۹-۲۵۳۵۰۰۵۶

﴿ پرہیزگارم حضور شیخ الاسلام رحمہ اللہ علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی ﴾

نام کتاب : حقیقت نور محمدی ﷺ (خطبہ برطانیہ)
 تصنیف : حضور شیخ الاسلام رحمہ اللہ علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی
 تھمیں و تھمیں : محمد یحییٰ انصاری اشرفی
 نوٹ : کتاب میں جہاں بھی آپ کو ستارے (☆☆☆☆☆☆) ملیں
 سمجھ لیں کہ وہاں مرتب کی تشریح و اضافت ہے
 صحیح و نظر ثانی : سید خولجہ معز الدین اشرفی
 ناشر : شیخ الاسلام اکیڈمی حیدر آباد (دکن)
 اشاعت اول : جولائی ۲۰۰۴
 تعداد : ۵۰۰۰ (بارگ ہزار)
 قیمت : ۲۰ روپے

مکتبہ انوار المصطفیٰ

۶/۲۰۰۲-۲۲، منزل پورہ حیدر آباد (دکن)

MAKTABA ANWARUL MUSTAFA

Moghalpura, Hyderabad - A.P.

Phone : 55712032, 24477234

- ☆ مکتبہ اہل سنت و جماعت 'عقب قدیم' اچار گھر مسجد چوک 'حیدر آباد۔
- ☆ سیدی اینڈ سنس 'پتھر گلی' حیدر آباد۔
- ☆ کمرشل بک ڈپو اچار مینار حیدر آباد۔
- ☆ مکتبہ عظیمیہ 'شیخ محلہ' نیو بس اسٹانڈ چار مینار۔
- ☆ جامع مسجد محمدی کشن باغ 'حیدر آباد۔
- ☆ کاظم سیریز 'تالاب کوہ' حیدر آباد۔ فون : 56524187

فہرست مضامین

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۵	حقیقت نور محمدی ﷺ	۱
۵	نبوت و نورانیت پر کفار کا اعتراض	۲
۶	رسول کی شان	۳
۱۲	نور مصطفیٰ کی عمر	۴
۱۳	رسول کی بشریت	۵
۱۸	رسول اکرم ﷺ کے تین لباس	۶
۱۸	لباس بشری	۷
۲۳	لباس مکی	۸
۲۵	لباس حقیقی	۹
۲۸	اول و آخر	۱۰
۲۹	عہدہ نور	۱۱
۲۹	امت کے لئے استغفار	۱۲
۳۰	نور مقدس حضرت آدم علیہ السلام کے پاس	۱۳

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۳۰	انگوٹھوں کا چومنا	۱۳
۳۱	نور معطفی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا پاک پشتوں میں خنجر ہونا	۱۵
۳۵	عجیب درخت اور کاہنہ عورت	۱۶
۳۵	نور معطفی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> حضرت عبداللہ کے پاس	۱۷
۳۶	ستر (۷۰) یہودی	۱۸
۳۷	ام قیالی	۱۹
۳۷	جانوروں کی مبارکبادیاں	۲۰
۳۸	نبیوں کی مبارکبادیاں	۲۱
۳۸	ایرہد کا حملہ	۲۲
۳۹	ایرہد کے ساتھی اور اونٹ	۲۳
۴۱	ظہور نور	۲۴
۴۲	فضیلت شب ولادت	۲۵
۴۳	امام قسطلانی کی تصریح	۲۶
۴۴	میلا در رسول کا اہتمام	۲۷
۴۵	نور اور تاریکی	۲۸

حقیقت نور محمدی ﷺ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين
وعلى آله واصحابه اجمعين . أما بعد فقد قال الله تعالى في القرآن الكريم
﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ﴾ (المائدہ/ ۱۵)
بے شک تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

مَنْ عَلَيْنَا نَبْنَا إِذْ بَعَدَ مُحَمَّدًا	أَيْتَهُ بِأَيْتِهِ، آيِدُنَا بِأَيْتِنَا
أَوْسَلَهُ مُبَشِّرًا أَوْسَلَهُ مُنْجِدًا	سَلُّوْا عَلَيْهِ دَائِمًا سَلُّوْا عَلَيْهِ سَلْمًا
نہ تخت و تاج و تسم و گہر کی بات کرو	جو خیر چاہو تو خیر البشر کی بات کرو
جر کے روپ میں یا قوت کو جگر نہ کہو	بشر کے ہمیں میں لاکھ البشر کی بات کرو
کچھ نہیں نہ جو اسرار ایکم مطلق	وہ کم نظر ہیں کسی دیدہ و در کی بات کرو
اگر خوش رہوں میں تو قوی سب کچھ ہے	جو کچھ کہا تو تیرا حسن ہو گیا حمد و د

بارگاہ و رسالت میں ذر و د شریف بخش فرمائیں اللہم صل علی
سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد کما تحب و ترضی بان تصلی علیہ
ثبوت و نور انیت پر کفار کا اعتراض:

اس آیت کریمہ نے دو مشہور اعتراض کا جواب دے دیا۔ ہم سب کے رسول
کے بارے میں ایک خیال یہ تھا کہ لَنْسَلَّ مُسْئِلٌ آتِیَ اللہ تعالیٰ کے رسول نہیں
ہیں۔ اور دوسرا خیال اُس دور سے آج تک یہ چلا آ رہا ہے کہ یہ تو ہم مانتے ہیں کہ یہ
اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کے رسول نہیں۔ بس اُن میں اور
ہم میں اتنا ہی فرق ہے بقیہ معاملے میں سارا معاملہ برابر ہے یہ ہمارے جیسے ہی ہیں

اُن کا اُلٹنا بیٹھنا دیکھو اُن کا چلنا پھرنا دیکھو اُن کا کھانا پینا دیکھو اُن کا سونا چاندی دیکھو غزوہ اُحد میں داندان مبارک کا شہید ہونا دیکھو طائف میں ابو لہان ہونا دیکھو کعبے کی گلیوں میں کانٹوں کا بچھنا دیکھو۔ یہ ساری باتیں بتا رہی ہیں کہ یہ ہماری ہی طرح ہیں۔ اس آیت نے دونوں اعتراض کا جواب دے دیا۔ جس نے یہ کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں آئے ہیں اُن کا جواب ہے ﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ﴾ یہ آئے والا اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اور جنہوں نے کہا کہ یہ اللہ کی طرف سے آئے والا بالکل ہماری ہی طرح ہے اُن کا جواب یہ ہے ﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَسُودَ﴾ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آئے والا نور ہے تمہارے جیسا نہیں ہے۔ یہ بے مثل ہے بے نظیر ہے۔

رسول کی شان:

نبی کی شان کیا ہے؟ نبی کھانے پینے کا محتاج نہیں نبی سونے جاگنے کا محتاج نہیں۔ اگر نبی کے لئے کھانا پینا ضروری ہوتا تو صوم وصال میں وہی حال نبی کا ہوتا جو صحابہ کرام کا ہوا۔ یہ کھانا خود نبی کا محتاج ہے۔ یہ کھانا اس لئے نبی کا محتاج ہے کہ جس کو نبی منہ لگائیں گے یعنی جائز فرمادیں گے وہ حلال بنے گا جس کو چھوڑ دیں گے یعنی ناجائز فرمادیں گے وہ حرام بنے گا۔ یہ کھانا محتاج ہے کہ رسول منہ لگائیں تاکہ یہ سب کے منہ لگے اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وقرضی بلان تصلی علیہ۔ میرے رسول کی شان یہ ہے کہ اگر تم میرے رسول کے اٹھنے بیٹھنے کو نہیں دیکھو گے تو تمہیں اٹھنے بیٹھنے کا سلیقہ کہاں سے آئے گا۔ اگر تم میرے رسول کے کھانے پینے کو نہیں دیکھو گے تو تمہیں کھانے پینے کا ذہن کہاں سے آئے گا۔ اگر تم میرے رسول کے چلنے پھرنے کو نہیں دیکھو گے تو تمہیں

چلے پھرنے کا انداز کون بتائے گا۔ اگر تم میرے رسول کے دندان مبارک کو شہید ہوتے نہ دیکھو گے تو گردن کٹانے کا جذبہ کیسے پیدا ہوگا اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ

اے دیکھنے والے اگر تم میرے رسول کو زمین پر چتا دیکھو تو کہکشاں سے گزرتا ہوا بھی دیکھو عرش کے اوپر کا مرن بھی دیکھ لو۔ اگر داندان مبارک کا شہید ہوتا دیکھو تو یہ منظر بھی دیکھو کہ معراج کی رات سید شق ہو گیا ہے ایک قطرہ خون نہیں نکلا۔ کسے میں چتا پھرتا دیکھو تو سورج کو پلٹا تا بھی دیکھ لو چاند کے ٹکڑے کرتا بھی دیکھ لو درختوں سے اپنی اطاعت کراتا دیکھ لو۔ جانوروں سے سجدہ کراتا بھی دیکھ لو تنکریوں سے کلہ پڑھاتا دیکھ لو۔ سارے کمالات دیکھو سارے معجزات دیکھو سارے امتیازات دیکھو سارے تفرقات دیکھو۔ رسول کی شان عہدیت اور شان محبوبیت دونوں دیکھو۔ تاکہ خیر البشر سیدنا رسول اللہ ﷺ کو نہ تو جھٹاکہ سکو اور نہ ہی اپنے جیسا عام انسان کہہ سکو اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ۔

یقیناً آگیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے نور۔۔۔ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں اول ما خلق اللہ نوری سب سے پہلی مخلوق میرا نور ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا ہے۔ کنت نبیاً و آدم بین الماء والطين میں اس وقت نبی تھا جب آدم علیہ السلام آب و گل کی منزلیں طے کر رہے تھے کنت نبیاً و آدم بین الروح والجسد میں اس وقت نبی تھا جس وقت آدم علیہ السلام روح و جسد کی منزلیں طے کر رہے تھے۔ معلوم ہوا کہ میرا رسول تو اسی وقت پیدا ہو گیا جب نہ زمین تھی نہ آسمان نہ شمال نہ جنوب نہ مشرق نہ

مغرب، نہ فرش نہ فرشی، نہ آگ نہ آگنی، نہ بار ہے نہ بادی، نہ آب ہے نہ آبی۔۔۔
 ابھی زمین کا فرش نہیں بچھایا گیا، ابھی آسمان کا شامیانہ نہیں لگایا گیا، ابھی چاند و سورج
 کے چراغ نہیں جلائے گئے، ابھی ستاروں کی قدیلیں نہیں روشن کی گئیں۔۔۔ ابھی
 آبشار کے نغمے نہیں جاری کئے گئے۔ ابھی دریا کی روانی بھی نہیں ہے ابھی پہاڑوں
 کی بلندیاں بھی نہیں ہیں۔ کچھ نہیں ہے مگر نور محمدی ہے اللھم صل علیٰ سیدنا
 محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ۔ یہ نور
 آیا ہے ﴿مِنَ اللّٰہِ﴾ نور مصطفیٰ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے آیا ہے۔ یہ آنے والا عالم
 لاہوت سے آیا ہے۔ یہ آنے والا بارگاہ الہی سے آیا ہے۔ یہ آنے والا عالم قدس
 سے آیا ہے۔ اس نور کو قدسی کہنا، یہ عالم قدس سے آیا ہے۔ اس نور کو لاہوتی کہنا،
 یہ عالم لاہوت سے آیا ہے۔

حدیث قدسی ہے کُنْتُ كُنْزًا مَخْفِيًّا فَاهْبَبْتُ اَنْ اُعْرَظَ فَخَلَقْتُ
 ذُوْیَ مَقْعَدٍ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) میں خزانہ مخفی تھا تو میں نے چاہا کہ پھانا جاؤں تو میں
 نے نور محمد کو پیدا کیا۔ کہ اُن کو جب تک نہ پہچانو گے مجھ کو نہ پہچانو گے۔ اُن کو جب
 تک نہ مانو گے مجھے بھی نہیں مان سکتے۔ ان کی اطاعت میری اطاعت۔ پتہ چلا کہ:
 لی سکتا نہیں خدا اُن کا وسیلہ بخود کر غیر ممکن ہے کہ چھ مہینے چھوڑ کر
 ایک روز صبا یہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مَنَسَىٰ وَجِبْتَ لَكَ
 النُّبُوۃ حضور آپ کو خلعت نبوت سے کب سرفراز فرمایا گیا؟ حضور ﷺ نے جواب
 میں ارشاد فرمایا وَاَدَمَ بَيْنَ الدُّوۡحِ وَالْجَسَدِ مجھے اس وقت شرف نبوت سے شرف
 کیا گیا جب آدم علیہ السلام کی نہ ابھی روح نبی تھی اور نہ جسم (ترندی)
 نبوت صفت ہے اور موصوف کا صفت سے پہلے پایا جانا ضروری ہے۔ اب

خود ہی فیصلہ فرمائیے جو موصوف اپنی مفت نبوت سے متصف ہو کر آدم علیہ السلام سے پہلے موجود تھا اس کی حقیقت کیا تھی۔ اللہ تعالیٰ نے تمام ارواح سے پہلے اپنے حبیب کی روح کو پیدا فرمایا اور اسی وقت خلیفہ نبوت سے سرفراز کیا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ نور محمدی ﷺ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کہتا اور سارے فرشتے حضور ﷺ کی تسبیح سن کر اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے۔

☆☆☆☆☆

امام المفسرین ابن جریر لکھتے ہیں یعنی بالنور محمدنا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم الذی انار اللہ بہ الحق واظهرہ الاسلام ومحق بہ الشرك فهو نور لمن استفادہ (تفسیر ابن جریر) یعنی نور سے مراد یہاں ذات پاک محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حق کو روشن کر دیا۔ اسلام کو ظاہر فرمایا، شرک کو نیست و نابود کیا۔ حضور ﷺ نور ہیں مگر اس کے لئے جو اس نور سے دل کی آنکھوں کو روشن کرنا چاہے۔ اللہ تعالیٰ اس نور مجسم کی تابانیوں اور درخشانیوں سے ہمارے آئینہ دل منور فرمائے اور اپنے محبوب کی غلامی اور محبت کی سعادت سے ہمراہ اندوز فرمائے آمین۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو نور فرما رہا ہے تو کسی کو کیا اعتراض؟ کتاب مبین سے مراد قرآن مجید ہے۔ یہ کہنا کہ نور سے بھی قرآن کریم مراد ہے درست نہیں کیونکہ واقعہ غلطی پر دلالت کرتی ہے (تفسیر فیہ القرآن) حضور انور ﷺ دنیا میں آکر نور نہ بنے۔ کسی سے نور انیت حاصل نہ کی بلکہ رب تعالیٰ کی طرف سے اس کی عطا سے نور بن کر دنیا میں آئے۔ حضور ﷺ کی تمام صفات ربانی ہیں۔ ہم صرف انسانیت لے کر دنیا میں آتے ہیں باقی تمام

صفات عالمِ حاکم 'حافظ' قاری 'ڈاکٹر' انجینئر۔۔۔ یہاں آکر بیٹھے ہیں اور یہ تمام صفات یہاں ہی چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ صرف انسانیت لے جاتے ہیں۔ حضور ﷺ سب کچھ رب تعالیٰ کی طرف سے لائے اور ان میں سے کوئی صفت دنیا میں چھوڑ کر نہ گئے۔ تمام صفات سے اب بھی موصوف۔ آپ اب بھی رسول 'نور' رہاں 'شفیع' ہیں اور رہیں گے۔ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کا نور ہیں۔ کسی کے بجائے کچھ نہیں کہتے۔ گیس 'بجلی' چراغ۔۔۔ انسان کے ممنوعاتی نور ہیں تو انہیں انسان بھادوتا ہے مگر چاند 'نورج' ربانی نور ہیں کسی کے بجائے نہیں بیچتے۔ حضور ﷺ کا نور کوئی نہیں بھاسکتا۔ خیال رہے کہ نور وہ ہے جو خود ظاہر ہو اور دوسرے کو ظاہر کرے۔ یہ نور دو قسم کا ہوتا ہے۔ نور ضعیف جیسے سورج 'چاند' تارے 'بجلی' گیس 'چراغ' وغیرہ جس سے آنکھیں منور ہوتی ہیں۔۔۔ دوسرا نور عظمیٰ جیسے حضور ﷺ 'قرآن' یا علم کہ ان سے عقل منور ہوتی ہے۔ یہاں نور عظمیٰ مراد ہے۔ کتاب سے مراد قرآن مجید ہے جو حضور ﷺ لے کر تشریف لائے۔ مبین کتاب کی صفت ہے بمعنی ظاہر کرنے والی 'چونکہ قرآن مجید نے غیبی خبریں' شرعی احکام 'رب تعالیٰ کی ذات و صفات' معاش و معاد کو ظاہر فرمایا اس لئے اسے مبین فرمایا گیا۔ تفسیر روح المعانی نے نور کی تفسیر میں یہاں فرمایا ہونود الانوار والنبی المختار ﷺ۔ یہی قنادہ اور زجاج کا قول ہے (تفسیر خازن مذاکر: بیادى روح البیان کبر تفسیر طالین: محل تفسیر عمری دغیرہ) قرآن کریم نے اس کی تفسیر دوسرے مقام پر یہی کی ہے کہ حضور ﷺ کو فرمایا ﴿وَمِنْ آجَائِ مُنْفِقًا﴾۔ خود حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا انا من نود اللہ میں اللہ تعالیٰ کا نور ہوں۔ چونکہ دنیا میں حضور ﷺ پہلے تشریف لائے اور قرآن مجید بعد میں نازل ہوا 'نیز مومن کے دل میں پہلے حضور ﷺ جلوہ گر ہوتے ہیں بعد

میں قرآن مجید زبان پر اور ہاتھ میں آتا ہے کہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتے ہیں قرآن مجید بعد میں پڑھتے ہیں۔ 'اس لئے نور کا ذکر پہلے ہوا اور کتاب کا ذکر بعد میں ہوا ہے۔ مزید یہ کہ کتاب نور سے دیکھی اور پڑھی جاتی ہے قرآن مجید حضور ﷺ سے سیکھا سمجھا جاتا ہے۔

چونکہ حضور ﷺ کا نور کسی کوشش سے بجھ نہیں سکتا جیسے سورج و چاند کا نور۔ اس لئے من نور اللہ (اللہ تعالیٰ کے نور سے) فرمایا گیا۔ حضور ﷺ سے کوئین چمکے دل و جسم چمکے اور اس نور کے لئے کبھی 'مچھتا' غروب ہونا نہیں ہے۔۔۔ یہ دائمی نور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو بہت صفات بخشے ہیں جیسے حضور رسول اللہ 'نبی اللہ' حبیب اللہ ہیں یونہی حضور نور اللہ ہیں۔ حضور ﷺ کی نورانیت صرف عقلی نہیں بلکہ حسی بھی ہے چنانچہ حضور نور ﷺ کے جسم اطہر کا سایہ نہ تھا۔ حضور نور ﷺ کے چہرہ انور سے نور دیکھا جاتا تھا۔ اس لئے حضور ﷺ کے اہلۂ طیبہ میں ایک نام نور بھی ہے۔ روح سب کی نور ہے۔ حضور ﷺ کا جسم اطہر بھی نور ہے اولاد مطہرات بھی نور ہے اس لئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا لقب ذو النورین (دو نور والے) ہے اس لئے کہ آپ کے نکاح میں حضور ﷺ کی دو صاحبزادیاں سیدہ و قیدام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما آگے پیچھے آئیں۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ نور کا

تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

جیسے بحی علیہ السلام کلمتہ اللہ اور روح منہ یعنی روح اللہ ہیں یونہی حضور ﷺ ﴿وَمِنْ اللَّهِ نُورٌ﴾ یعنی نور اللہ ہیں۔ کسی شہر کو منور نہیں کہا جاتا بجز مدینہ منورہ۔۔۔ یہ شہر نورانی اس لئے کہلایا کہ یہاں اللہ تعالیٰ کے نور کا ظہور ہے۔ ان کی نگاہ ہے۔

حضور ﷺ کی نورانیت میں کمی نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور ہیں۔
ابن قنّان نے اپنی کتاب 'الاحکام' میں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی نقل کیا ہے قتال کسفت نوراً بین یدئ و بی قبل خلق
آدم باربعة عشر الف عام یعنی میں نور تھا اور آدم علیہ السلام کی آفرینش سے چودہ
ہزار سال پہلے اپنے رب کریم کے حرمِ ناز میں باریاب تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نغمہِ موجودات علیہ افضل الصلوٰۃ واطیب
التحیات سے پوچھا یا رسول اللہ! یا ای انت وای اخبرنی عن اوّل شیئی خلق
اللہ تعالیٰ قبل الاشیاء قال یا جابر ان اللہ تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء
نور نبیک (رواہہ الرزاقی ص ۷) یعنی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ
رسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں۔ مجھے یہ بتائیے کہ اللہ تعالیٰ نے
سب چیزوں سے پہلے کونسی چیز پیدا کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے جابر اللہ تعالیٰ
نے سب چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور پیدا کیا۔

ان صحیح احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی ذات والا صفات
عالم امکان میں سب سے مقدم ہے۔ آدم و ابراہیم علیہما السلام بلکہ عرش و کرسی سے
بھی بہت پہلے ہے۔

☆☆☆☆☆☆

نورِ مصطفیٰ کی عمر:

ترتیباً سال یہ رسول اللہ ﷺ کی بشریت کی عمر ہے۔ نورِ مصطفیٰ کی عمر کا اندازہ
لگاؤ! میرے رسول نے حضرت جبرئیل سے پوچھا تھا۔۔۔ اے جبرئیل ذرا یہ بتاؤ

تمہاری عمر کیا ہے؟ حضرت جبرئیل نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ حج عمر کا اندازہ نہیں، بس اسی سے اندازہ لگا لیجئے کہ میں عرش کے اوپر ستر ہزار سال کے بعد ایک بارہ دیکھتا تھا جس کو بہتر ہزار سال تک میں نے دیکھا اور اب وہ نظر نہیں آ رہا ہے تو حضور ﷺ مسکرا کر کہتے ہیں کہ وہ میرا ہی نور تھا اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ۔ سب سے پہلی مخلوق حضور ﷺ کا نور ہے۔۔ رسول ہماری نگاہوں سے پوشیدہ ہیں مگر آج بھی حق ہیں۔ آج بھی با حیات ہیں۔ آج بھی عمر کا سلسلہ ختم نہیں ہوا۔

حضور ﷺ کی بشریت:

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر نور مصطفیٰ قدسی ہے، نور مصطفیٰ لاہوتی ہے تو پھر رسول عربی کون تھے؟ رسول کی کون تھے؟ ہاشمی کون تھے؟ مدنی کون تھے؟ یہ قریشی کون تھے؟ یہ مطلبی کون تھے؟ حضرت آمنہ کی گود میں کون ستارا اچکا؟ عبدالمطلب کے گھر کون پیدا ہوئے؟ یہ عبد اللہ کے لال کون بن گئے؟ ان سب سوالات کا مختصر جواب یہ ہے کہ جس کو تم کی مدنی، ہاشمی و مطلبی کہہ رہے ہو، وہ نور مصطفیٰ نہیں ہے، وہ تو بشریت مصطفیٰ ہے۔۔ جو کی ہے وہ بشریت مصطفیٰ ہے جو مدنی ہے وہ بشریت مصطفیٰ ہے جو ہاشمی و مطلبی ہے وہ بشریت مصطفیٰ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میرے رسول کی بشریت وہاں ہے جہاں رسالت لگی ہوئی ہے۔ مقام بشریت میں آتے ہیں تو رسول ہوتے ہیں مقام بشریت میں آتے ہیں تو مقام رسالت پر قائم نظر آتے ہیں۔۔ تو معلوم ہوا کہ ہم ان کی بشریت ہی تک نہ پہنچ سکے تو مقام نورانیت کو کیا پہنچیں گے۔ اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ

تم جس کو عربی کہتے ہو وہ نور مصطفیٰ نہیں ہے وہ بشریت مصطفیٰ ہے۔۔ وہ بشریت مصطفیٰ ہے جو مطلبی ہے وہ بشریت مصطفیٰ ہے جو ہاشمی ہے وہ بشریت مصطفیٰ ہے حضرت آدم کے گھر میں جس کا ظہور ہوا ہے۔۔ نور مصطفیٰ تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تھا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے آیا ہے۔ الغرض نور قدسی ہے اور بشریت عربی ہے۔ نور قدسی کو عربی بشریت میں اگر نہ بھیجا جاتا تو ہم کو ہدایت کیسے ملتی؟ نبی کی نبوت کے لئے بشر ہونا ضروری نہیں ہے۔ میرے رسول نے کہا کُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الدُّوْحِ وَالْجَسَدِ میں اس وقت نبی تھا جس وقت آدم علیہ السلام روح و جسد کی منزلیں طے کر رہے تھے۔ حضرت ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے نور مصطفیٰ جگرگاہ تھا۔ اگر نبوت کے لئے بشریت ضروری ہوتی تو ابوالبشر کے وجود سے پہلے کسی نبی کا تصور کیسے کیا جاسکتا تھا۔ معلوم ہوا کہ نبی کے لئے بشر ہونا ضروری نہیں ہے۔۔ البتہ ہماری ہدایت کے لئے ہماری رہبری کے لئے نبی کا جامہ بشری میں آنا ضروری ہے۔ رسول بشریت کے محتاج نہیں ہیں بلکہ ہم محتاج ہیں۔ اگر آپ اس لباس میں نہ آتے تو ہمیں کیسے ہدایت ملتی، ہمیں کیسے رہنمائی ملتی، ہمیں کیسے راہ نجات ملتی، راہ نجات ہمارے سامنے کیسے کھلتی۔۔ معلوم ہوا کہ نور مصطفیٰ اپنی نبوت و کمالات میں جامہ بشریت کا محتاج نہ تھا۔ ہم اُن سے ہدایت حاصل کرنے کے لئے اُن کے لباس بشری کے محتاج تھے۔

☆☆☆☆☆☆

بدقسمتی سے کچھ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو رسالت پر ایمان لانے کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر حضور اکرم ﷺ کو ایک عام انسان کی حیثیت سے دیکھتے ہیں رسول کریم ﷺ کے مرتبہ و مقام اور منصب کا کوئی خیال بھی نہیں کرتے اور حضور ﷺ

کے زمانہ کے کفار کی طرح ﴿مَنْزِلَآءِ إِلَّا يَشْرُوا مِثْلَآءِ﴾ ہم تو تم کو اپنے جیسا بشری دیکھتے ہیں کا باطل نعرہ لگاتے ہیں۔ کفار تو کہا کرتے تھے ﴿مَا آتَيْنَاكُمْ إِلَّا بَشَرًا مِثْلَآءِ﴾ نہیں ہو تم مگر ہم جیسے بشر نبی کو بشر اور مٹی کہتے والا سب سے پہلے ابلیس (شیطان) ہے ﴿قَالَ لَمْ أَكُنْ لَيْسَ سَجْدَةً لِتَسْبِيحِ خَلْقَتَهُ مِنْ صَلَافٍ مِنْ حَتَّىٰ مَسْنُونٍ﴾ میں گوارہ نہیں کرتا کہ سجدہ کروں اس بشر کو جسے تو نے پیدا کیا مجھے والی مٹی سے ﴿أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ﴾۔ ابلیس نے کہا میں آدم سے بہتر ہوں مجھے آگ سے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا آج بھی یہی ابلیس باطل نعرے مختلف جماعتوں کی جانب سے لگائے جا رہے ہیں۔

اور آیت مبارکہ ﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ﴾ کو اس انداز میں پیش کرتے ہیں کہ جیسے نبی اور غیر نبی میں صرف وحی کا فرق ہے باقی تمام اوصاف میں وہ عام انسانوں کے برابر ہیں۔ نبی اخلاقی، روحانی، دماغی، قلبی، علمی، عملی حیثیت سے عیبہ ہو کر انسانوں سے بہت بلند اور علاوہ ممتاز ہوتا ہے۔ نبی آمر، ناطق، مزکی، حاکم، نور، ہادی، شاد، اور داعی الی اللہ ہوتا ہے۔ نبی کی ذات کو اللہ تعالیٰ کائنات کے لئے روشنی کا مینار بناتا ہے اور نبی کا قول، عمل، سیرت و کردار دین اور شریعت قرار پاتے ہیں۔ وحی والے اور بے وحی والے انسانوں میں خود وحی اور عدم وحی کے سیکڑوں لوازم و خصائص اور اوصاف کا فرق پیدا ہوتا ہے۔ جب صحابہ کرام بھی حضور ﷺ کے اجراع میں کئی کئی دن متصل نقلی روزے رکھنے لگے تو آپ نے انہیں منع کرتے ہوئے فرمایا اِیْکُمْ مِثْلُی تم میں کون میرے مثل ہے؟ یَطْعَمُنِی وَیَسْقِنِی (بخاری) میں اپنے رب کے پاس رات گزارتا ہوں میں میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ تو کیا عام انسانوں کو بھی یہ روحانی نفا اور روحانی سیرابی میری آتی ہے؟ اور کیا وحی کے علاوہ دوسری حیثیتوں سے بھی مٹیت کی اس میں نفی نہیں ہے؟

نہی کی حالت میں نبی کے قلب اطہر اور اس کے احساسات کا غافل نہ ہونا صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ آپ نے فرمایا میری آنکھیں سوتی ہے لیکن دل نہیں سوتا۔ کیا یہی کیفیت عام انسانوں کے دل کی بھی ہے؟

لوگوں کو نماز کی صفوں کو درست رکھنے کی تاکید فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں بخدا تمہارے رکوع و سجود اور خشوع مجھ پر پوشیدہ نہیں ہیں کیا عام انسانوں کی قوت بصارت کا یہی عالم ہے؟

جبکہ کتاب مجید میں فرمایا ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ لَقَدْ زَايَىٰ مِنْ أَفْئِدَةٍ الْكَافِرِينَ﴾ (النجم/۱۷) (حضور ﷺ کی نگاہیں نہ ٹھہری ہوئی اور نہ بڑھی (نہیں جھکی) بے شک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں) کیا اسی شان سے اللہ تعالیٰ کی نشانوں کا مشاہدہ کسی اور آنکھ کو حاصل ہوا؟

حضور سرور انبیاء علیہ السلام کی نسبت سے امہات المؤمنین کو جو مرتبہ و مقام اور شرف حاصل ہوا ہے وہ عام عورتوں کو حاصل نہیں ہوا ہے امہات المؤمنین سب سے ممتاز ہیں۔ ﴿يَرْفَعُ اللَّهُ الْفَتَىٰ لَسْتُمْ كَأَحَدٍ مِنَ الْفِتَا﴾ (الاحزاب/۳۲) 'اے نبی کی ازواج (مطہرات) تم نہیں ہو دوسری عورتوں میں سے کسی عورت کے مانند'

'الفساء' میں صنف نازک کا ہر فرد شامل ہے اور کوئی عورت ذات بھی اس سے باہر نہیں جاتی۔ جس سے ثابت ہے کہ ازواج النبی کا درجہ ہر ایک عورت سے بالاتر اور شان خاص کا حامل ہے۔ دنیا جہاں کی عورتوں میں کوئی ان کا ہمسر نہیں۔ نبی کریم ﷺ کی مصاحبت کے باعث ان کا اجر دنیا بھر کی عورتوں سے کہیں بڑھ کر ہے۔ ان کے درجات اور احکام جدا گانہ ہیں۔ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات عام عورتوں کی طرح نہیں تو خود حضور ﷺ تو بدرجہا اس کے سزاوار ہیں 'کاحد من الرجال' ہیں یعنی

آپ ایسے نہیں ہیں جیسے ہر مرد اپنے خصائص و کمالات میں عام انسانوں سے بدرجہا بلند تر اور ممتاز ہیں اور حضور ﷺ کی بیویاں تمام جہاں کی عورتوں سے افضل ہیں۔ کیونکہ یہاں 'النساء' میں کوئی قید نہیں۔ حضرت مریم اور حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے اپنے وقت کی عورتوں سے افضل تھیں لیکن حضور ﷺ کی ازواج پاک ہر زمانہ کی بیویوں سے افضل و بہتر ہیں جیسے کہ بنی اسرائیل کے لئے فرمایا گیا کہ ﴿فَضْلُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ﴾ ہم نے تم کو تمام عالم والوں پر بزرگی دی تو اس زمانہ کے لوگوں پر واقعی وہ افضل تھے اور اب غلامانِ مصطفیٰ علیہ السلام سب امتوں سے افضل۔ ﴿تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا﴾ (سورہ فرقان) بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندے پر جو سارے جہانوں کو ڈرسانے والا ہے۔

﴿كَذَٰلِكَ أَرْسَلْنَا بِآلِهَادِي وَبِذِينَ الْحَقِّ﴾ (سورہ فتح) اللہ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا۔ اللہ تعالیٰ جو رب العالمین ہے اپنی پہچان اور تعارف اپنے محبوب علیہ السلام کے ذریعہ سے کرا رہی ہے۔ اے مسلمانو! اگر اللہ تعالیٰ کو جاننا چاہتے ہو تو اس طرح پہچانو کہ اللہ وہ ہے جس نے اپنے رسول علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجا یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت، علم، کرم، رحمت اور تمام صفات کا مظاہرہ کرتا ہے تو رسول اللہ ﷺ کو دیکھنا چاہے آپ ہی اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے مظہر ہیں۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں ہماری کتاب 'مظہر ذات ذوالجلال') ☆☆☆☆☆

رسول اکرم ﷺ کے تین لباس:

تفسیر روح البیان میں وضاحت ہے کہ میرے رسول ﷺ کے تین لباس ہیں۔
لباس بشری، لباس ملکی اور لباس حققی۔

لباس بشری: لباس بشری وہ ہے جس صورت میں رسول اللہ ﷺ ہمارے سامنے آئے۔ لباس بشری کو رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے کہلایا گیا ہے:
﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ إِنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ وَاحِدٌ﴾ (کہف: ۱۱۰)
(اے پیکر رعنائی و زیبائی) آپ فرمائیے کہ میں بشر ہی ہوں تمہاری طرح، وحی کیمیائی ہے میری طرف کہ تمہارا معبود تو صرف ایک معبود ہے۔

یہ لباس بشری کی بولی ہے۔۔۔ اللہ نے اپنے محبوب سے کہا تھا کہ آپ ان سے کہو کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں۔ اب سوال یہ ہے کہ قل کے مخاطب کون ہیں۔ کیا صدیق اکبر سے کہو؟ کیا فاروق اعظم سے کہو؟ کیا عثمان غنی سے کہو؟ کیا علی مرتضیٰ سے کہو؟ کیا سلمان فارسی و ہلال حبشی سے کہو؟ جواب یہ ہے کہ ان ماننے والوں سے نہ کہو وامن سے وابستہ رہنے والوں سے نہ کہو۔۔۔ بلکہ ان سے کہو جو ایمان سے باہر ہیں۔ اسی لئے مفسرین فرماتے ہیں کہ قل کے مخاطب مشرکین و کفار ہیں۔ تو اے محبوب! کافروں سے کہو، مشرکوں سے کہو، ابو جہل، ابو جہلیوں سے کہو، عقبہ و شیبہ سے کہو، ولید بن مغیرہ سے کہو۔۔۔ ماننے والوں سے نہ کہو بلکہ نہ ماننے والوں سے کہو۔ تفسیر نے وضاحت کر دی کہ قل کے مخاطب کفار و مشرکین ہوئے۔۔۔ اب اگر کوئی کہے کہ قرآن مجھ سے کہتا ہے کہ قل کے مخاطب ہم ہیں رسول اللہ ﷺ ہم سے کہتے ہیں تو یہ ان میں سے نکلا اور ان میں پہنچ گیا اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وقرضی بان تصلى علیہ قرآن و حدیث میں کہیں ہمیں یہ مثال نہیں ملتی کہ نبی نے اپنے ماننے والوں سے

کہا ہو کہ ہم تمہاری طرح بشر ہیں اور نہ ہی کسی ماننے والے نے اپنے نبی سے کہا ہو کہ ہم تمہاری طرح بشر ہیں۔۔ ہاں یہ طے لگا کہ نبی نے کافروں سے کہا اور کافروں نے نبی سے کہا ہے۔ نبی نے حکمت اور مصلحت جو بھی مقصد ہے کافروں سے کہا اور کافروں نے تحقیر استہزاء جو بھی اس کا مقصد ہو۔۔ نبی سے کہا کہ تم ہماری طرح بشر ہو۔

صحابہ کرامؓ تا بعین عظامؓ ائمہ مجتہدینؓ امام اعظمؓ امام شافعیؓ امام مالکؓ امام احمد بن حنبلؓ کسی نے بھی رسول سے یہ نہیں کہا کہ آپ ہماری طرح بشر ہیں۔۔ بلکہ صحابہ کرامؓ کی یہ بولی ہے کہ ایسا مظلہ یعنی ہم میں کون ہے جو ان کی طرح ہے اور رسول کیا کہتے ہیں ایکم مظلٰی کیا تم میری طرح ہو۔ ماننے والوں نے کہا کہ آپ ہماری طرح نہیں ہیں اور رسول نے کہا کہ تم میری طرح نہیں ہو۔

☆☆☆☆☆☆

اللہ تعالیٰ کی ذات بے ہمتا کا اور ایک انسان کے بس کا روگ نہیں نہ اس کے نگاہری خواہش میں یہ تاب ہے اور نہ اس کے باطنی خواہش میں یہ قوت ہے کہ اس کی حقیقت کو پہچان سکیں۔ عقل انسانی اپنی ترسنازیوں اور بلند پروازیوں کے باوجود اس کی عظمتوں کے سامنے سرنگوں ہے۔ ذات رسالت ﷺ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت 'عظمت' حکمت و کبریا کی کے جلوے چمک رہے ہیں۔ نبی کی ذات اللہ تعالیٰ کی معرفت کا ذریعہ ہوتی ہے۔ نبی کی ذات ایک ایسا آئینہ ہوتی ہے جہاں دیدہ و نہاد کو قدرت الہی کے ایسے جلوے نظر آتے ہیں جو اور کہیں دکھائی نہیں دیتے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس و اطہر تجلیات احسانہ اور انوار روحانیہ کی ایسی تجلی گاہ ہے کہ عرش عظیم کو بھی اس سے کوئی نسبت نہیں۔ جس کسی نے حسن مصطفوی کو جتنا جانا، جس قدر پہچانا اور جس قدر چاہا اتنا ہی اُسے عرفان خداوندی نصیب ہوا۔

ہر انسان کا مزاج یکساں نہیں ہوتا، بعض طبعیتیں اتنی غلط اندیش اور اُن کی عقلیں اتنی
 اونٹنی ہوتی ہیں کہ جہاں کہیں کمال کی ذرا سی جھلک دیکھی اُسے اپنا معبود اور خدا
 بنالیا اور اس کے سامنے سر بسجود ہو گئے۔ یہودیوں نے حضرت عزیر کو فقط اس لئے
 خدا کا بیٹا کہنا شروع کر دیا کہ انھیں تو راجہ نوک ہر زبان تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 نے چند معجزات دکھائے تو لوگوں نے انھیں کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا۔ اس غلط فہمی
 کا سد باب کرنے کے لیے ہر نبی نے جہاں اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دی اور اس کی
 صداقت ثابت کرنے کے لیے اپنے خدا داد کمال کا اظہار فرمایا وہاں نکلے اور واضح
 انداز میں یہ تصریح بھی کر دی کہ وہ بایں ہمہ کمال و خوبی خدا نہیں بلکہ خدا کے بندے
 ہیں۔ خالق نہیں بلکہ مخلوق ہیں۔ معبود نہیں بلکہ عابد ہیں۔ جب جڑی ککالات سے
 ایسی غلط فہمیاں پیدا ہوں جن کی گرفت میں آج بھی بے شمار لوگ پھڑک رہے ہیں تو
 وہ ذات اقدس جو جمال و کمال کا مظہر اتم بنائی گئی اُس کے متعلق طرح طرح کی غلط
 فہمیوں کا پیدا ہونا بعید از قیاس نہ تھا۔ اس لئے ضروری ہوا کہ اس غلط فہمی کے
 سارے امکانات ختم کر دیئے جائیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو تمام
 ککالات سے علی وجہ الاثم متعف کرنے کے باوجود اس آیت میں یہ اعلان
 کرنے کا حکم دیا ﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ إِنَّمَا إِلَهُكُمُ إِلَهُ وَاحِدٌ﴾
 علمائے سلف نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اظہار تواضع کے لیے
 یہ اعلان کرنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ اس فتنے کو روزِ اول سے ہی ختم کر دیا جائے۔
 علامہ ثناء اللہ پانی پتی، حضرت امین عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کی تفسیر ان
 الفاظ میں نقل کرتے ہیں: قال ابن عباس علم الله تعالى عز وجل رسول الله
 ﷺ التواضع للنبي يزهى على خلقه۔۔۔ قلت فيه سدا لباب الفتنة افتتن

بها النصارى حين راوا عيسى يبرى الاكبه والابرص ويحيى الموتى
وقد اعطى الله تعالى لنبينا ﷺ من المعجزات اضعاف ماعطى عيسى
عليه السلام فامره باقرار العبودية وتوحيد البارى لاشريك له -

صاحب کمال کا اظہار تو اضع بھی اس کا کمال ہوتا ہے لیکن بعض کج فہم اور حقیقت
ناشائس لوگ اس آیت کو کمالات نبوت کے انکار کی دلیل بناتے ہیں -

حضور ﷺ کی دیگر صفات کی طرح نبوت و بشریت حضور ﷺ کی مفتیں ہیں -
اہل معرفت کی اصطلاح میں اسی نور کو حقیقت محمدیہ کہا جاتا ہے اور حقیقت محمدیہ حقیقت
الحقائق ہے - وبهذا الاعتبار معنى المصطفى بنور الانوار وباب الارواح
(درقانی) یعنی اسی وجہ سے حضور ﷺ کو نور الانوار اور تمام ارواح کا باب کہا جاتا ہے -

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں:
'جاننا چاہئے کہ پیدائش محمدی ﷺ تمام افراد انسان کی پیدائش کی طرح نہیں بلکہ
افراد عالم میں سے کسی فرد کی پیدائش کے ساتھ نسبت نہیں رکھتی' کیونکہ حضور ﷺ
باوجود غصری پیدائش کے حق تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں جیسے کہ حضور ﷺ نے
فرمایا ہے خُلِقْتُ مِنْ نُّورِ اللَّهِ كُنْتُ مَرْتَجٍ مِنْهُ مَعْلُومٌ ہوا ہے کہ حضور ﷺ کی پیدائش
اس امکان سے پیدا ہوئی ہے جو صفات اضافیہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور نہ کہ اس امکان سے
جو تمام ممکنات عالم میں ثابت ہے - ممکنات عالم کے مجتہد کو خواہ کتابی یا دیکھنے سے مطالعہ
کیا جائے لیکن حضور ﷺ کا وجود مشہود نہیں ہوتا - بلکہ ان کی خلقت و امکان کا فناء عالم
ممکنات میں ہے ہی نہیں' کیونکہ اس عالم سے برتر ہے - یہی وجہ ہے کہ ان کا سایہ نہ تھا نیز عالم
شہادت میں ہر ایک شخص کا سایہ اس کے وجود کی نسبت زیادہ لطیف ہوتا ہے اور جب جہان میں
ان سے لطیف کوئی نہیں تو بحر ان کا سایہ کیسے تصور ہو سکتا ہے (دفرسہم ترجمہ مکتوب)

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور ﷺ صلیب بشریت سے متصف ہیں اور حضور ﷺ کی بشریت کا مطلقا انکار غلط سر تا پا غلط ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ حضور ﷺ کو بشر کہنا درست ہے یا نہیں۔ جملہ اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ پر نور کی تعلیم و تکریم فرض عین ہے اور ادنیٰ سی بے ادبی سے ایمان سلب ہو جاتا ہے اور اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ ارشاد الہی ہے ﴿وَتَعَذُّرُوهٖ وَتَوْقَرُوهٖ﴾ اب دیکھنا یہ ہے کہ بشر کہنے میں تعلیم ہے یا تنقیص؟ ادب و احترام ہے یا سوء ادبی۔ پہلی صورت میں بشر کہنا جائز ہوگا اور دوسری میں ناجائز۔ مہر سہر علم و عرفان حضرت مہر علی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ نے اس عقدہ کا جو حل پیش کیا ہے اس کے مطالعہ کے بعد کوئی اشتباہ نہیں رہتا۔ آپ کے ارشاد کا خلاصہ یہ ہے کہ لفظ بشر ملبیہ یا اور مصداقا یا مضمین بکمال ہے کیونکہ آدم علیہ السلام کو بشر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ انھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا۔ ارشاد باری ہے: ﴿مَا مَنَعَكَ اَنْ لَا تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتَ بِيَدِي﴾ (اے ابلیس جس کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا اُس کو سجدہ کرنے سے تجھے کس نے روکا) کیونکہ اس بیکر خاکی کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ تگنے کی عزت نصیب ہوئی۔ اس لئے اُسے بشر کہا گیا ہے۔ اس خاک کے پتلے کی اس سے بڑھ کر عزت افزائی کیا ہو سکتی ہے نیز یہی بشر ہے جو آپ کے الفاظ میں کمال استجلاء کے لئے مظہر بنایا گیا ہے اور ملائکہ بوجہ نقص مظہریت کمال سے محروم ٹھہرے۔ یہ دونوں چیزیں اگر ذہن نشین ہوں تو بشر کہنا عین تعلیم و تکریم ہے مگر چونکہ اس کمال تک ہر کس و ناکس سوائے اہل تحقیق و اہل عرفان رسائی نہیں رکھتا لہذا اطلاق لفظ بشر میں خواص بلکہ انخاص کا حکم عوام سے علیحدہ ہے۔ خواص کے لئے جائز اور عوام کے لئے بغیر زیادت لفظ وال بر تعلیم ناجائز ہے۔ (فتاویٰ مہریہ)

غور طلب بات یہ ہے کہ یہ مماثلت کس چیز میں ہے۔ مراتب و درجات وہی ہوں یا کسی کمالات علمی ہوں یا مہملی عادات و خصائل روح پُر نور بلکہ جسم غضری تک میں کسی کو مماثلت تو کیا ادنیٰ مناسبت بھی نہیں۔ پھر یہ مماثلت جس کا ذکر اس آیت میں ہے کوئی ہے اور کہاں پائی جاتی ہے۔ یقیناً صرف ایک بات میں مماثلت ہے وہ یہ ہے کہ ﴿إِنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ﴾ وہ بھی ایک خدائے وحد لا شریک کا بندہ ہے جس کے تم بندے ہو اس کا بھی وہی خالق و مالک ہے جو تمہارا خالق و مالک ہے۔

☆☆☆☆☆☆

لباس ملکی: لباس ملکی وہ ہے کہ جب میرا رسول اس صورت کو اختیار فرماتا ہے تو اس دنیاوی مادی کھانے پینے سے بھی بے نیاز ہو جاتا ہے اور ذکر الہی اور تسبیح ربانی اس کی غذا بن جاتی ہے۔ وہ صوم وصال کی بات یاد رکھنا جب میرے رسول روزے پر روزہ رکھتے رہے اور صحابہ کرام نے بھی اتباع کیا۔ صحابہ کرام کے چہرے پر نقاہت کے آثار ظاہر ہوئے۔ حضور ﷺ نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے۔ کہا حضور آپ نے بغیر سحری اور افطار کئے روزے پر روزہ رکھنا شروع کیا۔ ہم نے بھی شروع کر دیا تو سرکار رسالت ﷺ نے کہا لست کا احد منکم میں تمہارے جیسا نہیں ہوں۔ ابیت عندہیں یطعمنی ویسقینی میں تو اپنے رب کے یہاں شب باشی کرتا ہوں وہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ میں تمہاری طرح نہیں۔ یہ بولی کون سی بولی ہے۔ یہ صورت ملکی کی بولی ہے۔

حضور تاجدار رسالت ﷺ فرماتے ہیں: یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقۃ غیظہا میں اے ابوبکر! تم محرم اسرار نبوی ضرور ہو تم مظہر علوم مصطفوی ضرور ہو مگر

میری حقیقت کو تم نے بھی نہیں سمجھا۔ حدیث شریف کے الفاظ لم یعرفنی حقیقۃً
غیر وہی میرے رب کے سوا کسی نے نہیں سمجھا۔ حامل مقصد یہ ہوا کہ رب تعالیٰ
کے سوا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نہیں سمجھا، میکائیل علیہ السلام نے نہیں سمجھا، رب
کے سوا حضرت آدم و نوح علیہما السلام نے نہ سمجھا، رب کے سوا حضرت کلیم و سح علیہما
السلام نے نہیں سمجھا، رب کے سوا صدیق اکبر و قاریق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے
نہیں سمجھا، رب کے سوا عثمان غنی و علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نہیں سمجھا، رب کے
سوا بلال حبشی و سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نہیں سمجھا۔ جنہوں نے دیکھا انہوں
نے نہیں سمجھا، جو صحبت میں بیٹھے رہے وہ نہیں سمجھے، جو جلوت و خلوت کے ساتھی تھے
انہوں نے نہیں سمجھا۔ غرض کہ اُس دور والوں نے نہیں سمجھا، مگر اس دور والوں
نے اپنی طرح سمجھ لیا اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد
کما تحب و ترضی بان تصلی علیہ۔

☆☆☆☆☆

نیم اریاض شرح شفا شریف قاضی عیاض میں ہے الانبیاء علیہم
السلام من جهة الاجسام والظواهر مع البشر والوطنهم وقواہم
الروحانية ملكية لذا نرى مشارق الارض ومغاربها وتسمع ميط السماء
وتشم رائحة الجبriel اذا اراد النزول علیہم یعنی انبیاء کرام اپنے ظاہری
اجسام کے لحاظ سے آدمیوں کے ساتھ نظر آ رہے ہیں مگر ان کا باطن اور ان کی روحانی
قوتیں ملکی ہیں۔ ملکی تو شان رکھتی ہیں۔ اسی لئے یہ زمین کے مغربوں کو بھی دیکھ
رہے ہیں اور زمین کی مشرقوں کو بھی دیکھ رہے ہیں۔ شمال، جنوب، مشرق، مغرب کوئی

بھی ان سے پوشیدہ نہیں ہے اور یہی قوت منکبہ ہے جس کی وجہ سے یہ آسمان کی چڑچڑاہٹ کی آواز کو سنتے ہیں۔ یہی قوت منکبہ ہے جس کی وجہ سے جب حضرت جبرئیل علیہ السلام سدرہ سے نازل ہونے کے لئے ارادہ کرتے ہیں تو یہ سوگھ لیتے ہیں کہ وہ آرہے ہیں۔

بہر حال حضرت جبرئیل علیہ السلام جب سدرہ سے انبیاء پر نازل کا ارادہ فرماتے ہیں تو یہ سوگھ لیتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں کہ وہ آرہے ہیں۔ سدرہ کتنے اُپر ہے؟ یہاں سے پہلے آسمان کا جو راستہ ہے وہ پانچ سو برس کا راستہ ہے اور آسمان کی موٹائی بھی پانچ سو برس کے راستہ کی ہے۔ اور اب معلوم نہیں کہ پانچ سو برس کا راستہ کس سواری کا ہے۔ اس کی کوئی صراحت نہیں ملتی، بہر حال پانچ سو برس کا راستہ ہے تو گویا ایک ہزار برس کا راستہ یہ آسمان اور ایک ہزار برس کا راستہ دوسرا آسمان، تو سات آسمان تک سات ہزار برس کا راستہ اور اس کے اُپر سدرۃ المنتہی ہے۔ وہاں سے ابھی ارادہ کیا، چلے نہیں بلکہ صرف ارادہ کیا، اور یہاں پہنچ چل گیا۔ جب وہ ارادہ کو سمجھ لیتے ہیں تو اگر ہم یاد کریں تو اُسے کیسے نہ سنیں گے۔

☆☆☆☆☆☆

لباسِ حقیقی: لباسِ حقیقی کے بارے میں حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ لَبِیْ مَعَ اللّٰهِ وَقَدْ لَا یَسْعُنِیْ فِیْهِ مَلٰئِکَہٗ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ میرے لئے میرے رب کے ساتھ ایسا وقت بھی آتا ہے کہ وہاں ملک مقرب یعنی قریبی فرشتے کی گنجائش ہے نہ نبی مرسل کی گنجائش ہے۔ معراج کا وہ بیاد واقعہ کہ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام ساتھ ہیں اور سرکار ﷺ ساتھ ساتھ جا رہے ہیں اور اس کے بعد عالم بشریت کو

طے کیا۔ جب ہمارے رسول نے آسمان کی سیر کا ارادہ فرمایا عرش پر جانے کا ارادہ فرمایا تو عالم بشریت میں لباس بشری کے ساتھ نظر آئے۔ عالم ملکوت میں لباس مکی کے ساتھ دیکھے گئے۔ جہاں پہنچ رہے ہیں وہاں کا لباس اختیار فرما رہے ہیں۔ عالم بشریت کے بعد عالم ملکوت کو طے کیا عالم ارواح عالم عناصر سب کو طے کرتے ہوئے میرے رسول ﷺ ایک ایسی منزل پر پہنچے جہاں جبرئیل علیہ السلام سے اللہ کے رسول نے کہا اے جبرئیل یہاں کیوں ٹھہر رہے ہو یہاں رفاقت کیوں ختم ہو رہی ہے۔ کہہ سے تمہارا ساتھ ہے 'سدرہ پرآکر کیوں ٹھہر گئے؟ آگے چلو سیدنا جبرئیل نے کیا معروضہ پیش کیا تھا جس کو شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زبان میں یوں فرمایا ہے:

اگر یک سرموئے برتر پریم فروغ تجلی بسوز و پریم

یا رسول اللہ ﷺ! اگر ایک بال کے برابر بھی آگے بڑھ جاؤ گا تو تجلی کے فروغ سے میرے پدِ جل جائیں گے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے عرض کرنے کا غشاء یہ ہے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ جب آپ عالم بشریت میں تھے لباس بشری میں تھے۔ میں آپ کے ساتھ ساتھ تھا اور جب عالم ملکوتی میں تھے میں آپ کے ساتھ ساتھ تھا۔ مگر اے محبوب! اب آپ کی حقیقت بے حجاب ہونے والی ہے۔ سرکارا اگر میں آپ کے ساتھ چلا تو آپ کی تجلی کے فروغ سے میرے پدِ جل جائیں گے اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وتوحنی بان تصلی علیہ اب میں آپ کے ساتھ رہنے کی صلاحیت نہیں رکھتا اب میں آپ کے ساتھ چلنے کی استعداد نہیں رکھتا۔ اب میں آپ کی حقیقت کی تاب لانے کی قوت و توانائی نہیں رکھتا۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے کہنے کا غشاء یہ تھا کہ اگر میں ایک بال کے برابر بھی اوپر گیا تو اللہ تعالیٰ کی تجلی سے میرے پدِ جل جائیں گے۔

اچھا دیکھو جبرئیل علیہ السلام کیا کہتے ہیں۔ اگر میں آؤں پر گیا تو اللہ تعالیٰ کی مجلس کے فروغ سے میرے دل جل جائیں گے۔ تو پھر اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام کو یہ کہنا چاہئے تھا اے اللہ کے رسول! آگے نہ جائیے میرا مشورہ مان لیں۔ ٹھہر جائیے کہاں چارہ ہے ہو۔ اس لئے کہ جب سدروہ والا جل سکتا ہے تو مکہ والا کیسے بچ سکتا ہے۔ جب معصوم فرشتہ جل سکتا ہے تو دھرتی پر رہنے والا کیسے بچ سکتا ہے۔ جب نوری مخلوق جل سکتی ہے تو اے محبوب آپ کی بشریت کی ترکیب تو عناصر ار بعد سے ہوئی ہے تو آپ کیسے بچ سکتے ہیں۔ میرا معروضہ آپ قبول فرمائیں مجھے آپ کہاں دعوت دے رہے ہیں۔ آپ بھی ٹھہر جائیے۔ بڑی خطرناک منزل ہے۔۔۔ ایسا نہیں ہوا بلکہ سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کو سدروہ کے آگے جانے دیا اور خود رک گئے۔ معروضہ تک پیش نہ کیا۔۔۔ تو پتہ چلا کہ سیدنا جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کو اپنی طرح نہ سمجھتے تھے اور اپنے کو رسول اللہ ﷺ کی طرح نہ سمجھتے تھے۔ اگر رسول اللہ ﷺ کو اپنی طرح سمجھتے تو ٹھہرا لیتے۔۔۔ اور اپنے کو رسول اللہ ﷺ کی طرح سمجھتے تو آگے بڑھ جاتے۔

اے عقل والو! اے دین والو! اے قیامت کی پہنچی ہوئی دھوپ میں رسول اکرم ﷺ کی شفاعت کے امیدوارو! میں تمہیں دعوت غور و فکر دے رہا ہوں کہ سید الملائکہ اپنی طرح نہ سمجھ سکے قرآن و انجیل و زبور کا لانے والا اپنی طرح نہ سمجھ سکے صاحب سدروہ اپنی طرح نہ سمجھ سکے تو اب اگر دو ٹانگ کا چانور اپنی طرح سمجھے تو اس کی دماغ کی خرابی نہیں تو اور کیا ہے اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب و ترضی بان تصلى علیہ۔

☆☆☆☆☆

اول و آخر:

رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ (الحمدید/۲) وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن اور وہ ہر چیز کو خوب جانتے والا ہے۔

اس آیت کے متعلق حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں کہ یہ آیت محمدؐ ابھی ہے اور یہی آیت نعت مصطفیٰؐ بھی ہے۔ یہ مناسبات الہی بھی ہیں اور مناسبات رسولؐ بھی ہیں۔

کاوش و عشقِ رستی میں وہی اول وہی آخر وہی قرآن وہی فرقان وہی یسین وہی ملکہ حضور ﷺ اول بھی ہیں اور آخر بھی سب سے پہلے پیدا کئے گئے اور سب سے آخر بھیجے گئے۔ خصائص الکبریٰ میں ایک حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ معراج کی رات حضور ﷺ کو کچھ احباب ملے۔ انھوں نے ان الفاظ میں آپ پر سلام پڑھا: السلام عليك يا اول السلام عليك يا اخو السلام عليك يا حاشم۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا حضور یہ سلام کرنے والے حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام تھے۔ معلوم ہوا کہ انبیائے سابقہ بھی آپ کو اول اور آخر کہہ کر پکارتے تھے۔

پھر وہ نور قدرت الہی سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور تھا سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا نہ جنت تھی نہ دوزخ نہ فرشتے نہ آسمان نہ چاند تھا نہ سورج نہ جن تھے نہ انسان نہ مٹی تھی نہ پانی نہ آگ تھی اور نہ ہوا۔ غرض کہ کائنات کی کسی شے کا وجود نہ تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے باقی مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے۔

ایک سے قلم دوسرے سے لوح محفوظ تیسرے سے عرش اور چوتھے سے باقی سب چیزیں پیدا فرمائیں۔ (مواہب لدنیہ دلائل النبوة مدارج النبوت)

عبادت نور:

یہ مخلوق اول نور کامل علیہ السلام ہزار ہا برس تک خاص مقام قرب میں عبادت الہی کرتا رہا۔ ستر ہزار سال تک قیام فرمایا پھر ستر ہزار سال رکوع میں رہا تب سجدہ کیا تو صبح کی نماز فرض ہو گئی۔ سجدہ میں گئے تو ظہر اور عصر کی نماز پھر قیام اور سجدہ ہوا تو مغرب کی نماز اور چوتھی بار عشاء کی نماز فرض ہو گئی۔

امت کے لئے استغفار:

پھر اس نور نے دو نفل ادا کئے ایک ہزار برس قیام ہزار سال رکوع ہزار سال قوم ہزار سال سجدہ ہزار برس جلسہ ہزار برس دوسرے سجدہ میں رہے۔ اسی طرح دوسری رکعت بھی ادا کی۔ جب فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے حبیب! تو نے میری عبادت کا حق ادا کر دیا ہے۔ میں نے تیری عبادت قبول کر لی ہے اب جو چاہے مانگ لے۔ حضور علیہ السلام نے عرض کی کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تو مجھے ایک قوم کا رہنما بنا کر روانہ فرمائے گا یہ تقاضائے بشریت ان سے غلطیاں سرزد ہوں گی میں آج اپنی امت کے لئے مغفرت کی دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی۔

اس مضمون کو علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں علامہ عبدالباقی نے ذرقانی شرح مواہب لدنیہ میں مثلاً معین کا شفی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوة میں علامہ یوسف مہمانی نے جواہر البحار میں تصنیف بیان فرمایا ہے: یہ نور مقام خاص میں کئی ہزار برس تک چمکتا رہا۔

روح البیان 'سیرت علیہ' جواہر البحار کے علاوہ کئی کتابوں میں ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جبریل اتمباری عمر کتنی ہے؟ عرض کی حضور! اس کے سوا میں کچھ نہیں جانتا کہ چوتھے جناب میں ہر ستر ہزار برس بعد ایک ستارہ چمکتا تھا اس کو میں نے بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے اپنے رب کے عزت و جلال کی قسم انا ذلک الکوکب وہ ستارہ میں ہی تھا۔

نو نور مقدس حضرت آدم علیہ السلام کے پاس:

اب وہ نور مقدس حضرت آدم علیہ السلام کی پشت اطہر میں دو بیت فرمایا گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی پشت پر پرندے کی سی آواز سنی۔ عرض کی 'یا اللہ۔ یہ آواز کیا ہے جو اب آیا کہ یہ محمد مصطفیٰ ﷺ میرے محبوب کی تسبیح کی آواز ہے۔ میرا عہد پکڑو اور اسے پاک رحموں اور مقدس پشتوں میں امانت رکھنا۔ اب وہ نور چمکا' فرشتوں کو حکم ہوا سجدہ کیجئے' سب جھک گئے مگر ابلیس نے انکار کیا اور انکار کی سات دلیلیں پیش کیں 'حکم ہوا کہ نکل جاؤ' تو میری بارگاہ سے دور کر دیا گیا ہے۔ تجھ پر قیامت تک میری لعنت برسی رہے گی۔ ادھر سجدہ کرنے والوں کو مراحبہ رفیعہ عطا کئے گئے۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ آدم کو سجدہ اس لئے ہوا کہ: کان فی جہنم نور محمد ﷺ ان کی پیشانی میں محمد مصطفیٰ ﷺ کا نور تھا۔

انگوٹھوں کا چومنا:

حضرت آدم علیہ السلام نے دیکھا کہ فرشتے ان کے پیچھے پیچھے بھرتے رہتے ہیں اور شُبْحَانَ اللہ شُبْحَانَ اللہ پڑھتے ہیں۔ عرض کی یا اللہ۔ یہ فرشتے میرے

بچے کیوں پھرتے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ یہ میرے حبیب کے نور کی زیارت کرتے ہیں۔
 عرض کی یا اللہ! یہ نور میری پیشانی میں ہونا چاہیے تاکہ فرشتے میرے آگے کھڑے
 ہوں۔ لہذا وہ نور پیشانی میں رکھ دیا گیا۔ وہ نور پیشانی آدم میں آفتاب کی طرح چمکتا
 رہا اور فرشتے صفیں بائیں سے اس کی زیارت کرتے رہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے
 خدای ظاہر کی کہ میں بھی دیکھوں تو وہ نور ان کی انگلی میں ظاہر ہوا۔ انہوں نے چم
 کر آنکھوں پر رکھا اور کہا: قُوَّةٌ عَيْنِي يَكُ يَا رَسُولَ اللَّهِ (روح البیان)

نور مصطفیٰ ﷺ کا پاک پشتوں میں منتقل ہونا:

سیدنا آدم علیہ السلام سے پھر وہ نور حضرت شیث علیہ السلام کی طرف منتقل
 ہوا۔ آپ آدم علیہ السلام کی تمام اولاد سے زیادہ حسین و جمیل تھے۔ جب حد بلوغ
 کو پہنچے تو ان سے اس نور کی حفاظت کا عہد لیا گیا کہ اس مقدس نور کو نہایت پاکیزہ
 طریقہ سے ارحام طاہرات و املاط طہیات تک پہنچائیں۔ چنانچہ یہ عہد نامہ قرن
 بعد ایک دوسرے تک وصول ہوتا رہا۔

اب وہ نور پاک انوش قینان، مہللائیل یارد سے ہوتا ہوا حضرت ادریس علیہ السلام
 کے پاس پہنچا۔ آپ تین سو بیسٹھ سال کی عمر میں زعمہ آسمان پر اُٹھائے گئے۔ پھر وہ
 نور متوخلخ لاکھ سے منتقل ہو کر حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آیا اسی نور کے
 صدقے کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری۔ جناب متوخلخ کے پاس ۹۶۹ سال مالک کے
 پاس ۷۰ سال حضرت نوح علیہ السلام کے پاس ایک ہزار سال۔ اس کے بعد
 جناب سام ارفخشہ حضرت ہود علیہ السلام جناب صالح فارح شروع ارموتاحور
 سے ہوتا ہوا جناب تارخ کے پاس شریف لایا۔ تارخ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے

والد تھے۔ نہایت عابد زاہد نیک قال تھے۔ کئی کئی مہینے پہاڑوں میں تنہا عبادت کرتے تھے بھوکوں کو کھانا کھلاتے تھے۔ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت سے پہلے ہی فوت ہو گئے تھے۔

آپ کی وفات کے بعد آپ کے دادا نے کفالت اپنے ذمہ لی۔ جب دادا بھی فوت ہو گئے تو آذر (جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا) کی پرورش میں آ گئے۔ یہ بت تراش تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک حضور ﷺ کے سلسلہ نسب میں کوئی نہ مشرک ہوا ہے اور نہ زانی۔۔ زانی کی نسل سے ولی نہیں ہوتا چہ جائیکہ نبی ہو (روح البیان) آذر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہیں بلکہ چچا تھا جس نے پرورش کی۔ جب آپ جوان ہوئے تو اپنے چچا کو کہا ﴿لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ﴾ شیطان کی پیروی نہ کرو۔ آیت کی آیت اہم ہوں ہوتی ہے۔ ﴿إِذْ قَالَ لِأَبْنَيْهِ أَذَرُ﴾ جب اپنے 'اب' آذر کو کہا۔ یہاں لفظ 'اب' سے بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ انہوں نے اب کا ترجمہ والد کیا ہے حالانکہ 'اب' عام ہے باپ چچا دادا سب کے لئے بولا جاتا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو فرمایا کہ میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ تو سب نے ہاتھ اٹھ کر دیا: ﴿نَعْبُدُ اللَّهَ وَالْهَاقِبَاتِكَ إِنَّا نَحْنُ وَإِسْمَاعِيلُ وَاسْحَقُ﴾ ہم عبادت کریں گے آپ کے خدا اور آپ کے اب ابراہیم اسماعیل اسحاق علیہم السلام کے خدا کی۔ اس آیت میں لفظ 'اباؤ' 'اب' کی جمع ہے۔ یہاں لفظ اب اسحاق علیہ السلام پر بولا گیا ہے وہ آپ کے باپ ہیں اسماعیل علیہ السلام کو بھی اب کہا گیا ہے حالانکہ وہ آپ کے چچا ہیں ابراہیم علیہ السلام کو کہا گیا ہے حالانکہ وہ دادا ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اب باپ چچا دادا سب کے لئے بولا جاسکتا ہے۔ باپ کے لئے عربی

زبان میں حیۃ لفظ والد ہے والد باپ کے بغیر کسی کے لئے نہیں بولا جاتا۔ اسی طرح اِنْ اٰیْنِ وَاٰیَاکَ فِی النَّارِ کی حدیث میں اپنی سے مراد ابو طالب چچا ہیں۔ یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا نور پاک آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ تک پاک پشتوں طیب پیشانیوں میں ہی منتقل ہوتا رہا۔ قرآن کریم میں ہے: ﴿الَّذِیْ یَزَلْکَ جِئْنَا نَقُوْمٌ وَتَقْلُبُکَ فِی السَّجِدِیْنَ﴾ اللہ تعالیٰ تجھے دیکھتا ہے جب تو کھڑا ہوتا ہے اور پھر تیرا سجدے کرنے والوں میں۔

اس آیت کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے: اِنَّہٗ کَانَ یَنْقُلُ نُوْرَہٗ مِنْ سَاجِدٍ اِلٰی سَاجِدٍ وَہُوَ مُنْقَلٍ ہُوَ رہا ایک سجدہ کرنے والے سے دوسرے سجدہ کرنے والے کی طرف۔

اس آیت پاک سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا نور جس کے پاس رہا وہ اللہ تعالیٰ کو ہی سجدہ کرتے رہے ہیں۔ اب اگر آذر کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ مانا جائے تو لازم آئے گا نور معطی ﷺ آذر کے پاس رہا اور وہ بیت پرست تھا۔ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے والا نہیں تھا تو حتمہً تحقیق ثابت ہوا کہ آذر باپ نہیں بلکہ چچا تھا۔

وہ جو حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ کے لئے دعائے مغفرت کی اجازت چاہی نہ ملنے پر زیاہت قبر کی اجازت چاہی مل گئی۔ پھر حضور ﷺ نے زیارت فرمائی اور روئے اور سب کوڑ لایا۔ اس سے آئمہ طیبہ طاہرہ کا کفر ثابت نہیں ہوتا اس لئے رونا فراق مادر میں تھا کہ اگر آج وہ زندہ ہوتیں ہم کو بایں اقبال ملاحظہ کرتیں خوش ہوتیں استغفار سے ممانعت اس لئے تھی کہ وہ بے گناہ تھیں۔ استغفار گہنکار کے لئے ہوتی ہے۔ اس لئے بچہ کی نماز جنازہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت نہیں کہ وہ بے گناہ ہے۔ گناہ ہوتا ہے احکام الہی کی

مخالفت ہے' آمنہ خاتون اصحابِ نعت ہیں۔ کسی نبی کا دین اور احکام ان کے زمانہ میں باقی نہ تھے۔ ان کے لئے عقیدہ توحید کافی ہے۔ اگر کفر کی وجہ سے استغفار سے ممانعت ہوئی تو زیارتِ قبر کی بھی اجازت نہ ملتی، فرمایا گیا ﴿وَلَا تَقْسِمُ عَلَىٰ قَبْرِهِ آتِلَا﴾ حضور ﷺ اس سے بھی نہیں ہیں کہ نور الہی سے پیدا ہوئے۔

ایمان تین قسم کا ہے 'ایمانِ یثاقی' ایمانِ فطری، *يُطْرَقَ إِلَيْهِ الَّذِينَ قَطَرُوا السَّامَ عَلَيْهَا* نیز فرمایا گیا *كُلُّ مُؤَلَّوٍ عَلَى الْفُطْرَةِ* ان دونوں ایمانوں میں صرف عقیدہ توحید کافی ہے۔ ایمانِ تبلیغی، اس ایمان میں تمام عقائد ضروری ہیں، مگر یہ ایمان اس کے لئے ضروری ہے جس کو نبی کی تبلیغ پہنچے۔ ہاں حضور ﷺ نے حجۃ الوداع میں والدین کو زندہ فرما کر مشرف بہ اسلام کیا (دیکھو شامی اور شمول الاسلام اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے رسائل) یہ بھی حضور ﷺ کی خصوصیت ہے کہ بعد موت ایمان والدین قبول ہوا۔ غیر پر قیاس کرنا غلط ہے۔ ان دونوں حضرات کو صحابیت کا شرف بخشے کے لئے تبلیغی ایمان تعلیم فرمائی گئی۔

حضور نبی کریم ﷺ کا نور مقدس حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے پاس ملتا تھا اور فرماتا رہا پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاس پہنچا اور ایک سو پندرہ برس تک آپ اس سے مستفید ہوتے رہے پھر جناب قیدار، حمل، نایت، اسحٰب، اود، رعد، ثانی، معد، نزار، مفر، خدارا، الیاس، مدرکہ، خزیمہ، کنانہ، نضر، مالک، فہر، غالب، کعب، مرہ، کلاب، قحطی، عبدالنفا، ہاشم، عبدالمطلب سے ہوتا ہوا حضرت عبد اللہ کے پاس ظہور پذیر ہوا۔

عجیب درخت اور کاہتہ عورت:

حضرت عبدالملک فرماتے ہیں کہ میں حطیم کعبہ میں سو رہا تھا کہ میں نے دیکھا ایک عظیم الشان درخت زمین سے ظاہر ہو رہا ہے۔ میرے دیکھتے دیکھتے وہ بڑھتا چلا گیا۔ اس کی شاخوں نے آسمان کو چھو لیا ہے اور عرض میں مشرق و مغرب تک پھیل گیا۔ اس کے پتے آفتاب سے زیادہ چمک رہے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ عرب و عجم کے رہنے والے اس درخت کے سامنے جھک گئے ہیں اور اس کی روشنی آہستہ آہستہ بڑھتی جا رہی ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ قریش کے کچھ لوگ اس کی شاخوں سے لپٹ گئے ہیں اور کچھ اس کو کاٹنا چاہتے ہیں لیکن جب وہ اس خیال سے اس کے قریب ہوتے ہیں تو ایک خوبصورت نوجوان ان کو روک دیتا ہے۔ میں نے اس سے زیادہ خوبصورت نوجوان آج تک نہیں دیکھا۔ اس نوجوان کے جسم سے ہر طرف خوشبو پھیلی جا رہی ہے۔ میں نے چاہا کہ عظیم الشان درخت سے لپٹ جاؤں مگر نہ پہنچ سکا۔

میں نے اس خوبصورت نوجوان سے پوچھا تو اس نے کہا قسمت والے لپٹ گئے ہیں۔ یہ لفظ سن کر میں بیدار ہو گیا اور خواب کی تعبیر دینے والی ایک مشہور عورت کے پاس جا کر خواب بیان کیا۔ خواب سننے ہی اس کا چہرہ بدل گیا اور گھبرا کر بولی حیرت سے ایک شخص ہو گا جو مشرق و مغرب کا شہنشاہ ہو گا اور پوری دنیا اس کے آگے ٹھک جائے گی۔

حضرت عبداللہ کے پاس:

جس وقت وہ نور حضرت عبداللہ کے پاس پہنچا ہو گیا تو کئی عجائبات ظہور پذیر ہوئے۔ آپ فرماتے ہیں میں اطلاع کہ سے چل کر کو و شبیر پر چڑھا جاتا تو میری پشت

سے ایک نور نکل کر دو حصے ہو جاتا 'ایک حصہ مشرق میں اور دوسرا مغرب میں پھیلتا چلا جاتا اور بصورتِ بادل مجھ پر سایہ کر دیتا۔ پھر آسمان کا دروازہ کھل جاتا اور وہ نور آسمان پر چڑھ جاتا۔ تھوڑی دیر بعد لوٹ کر پھر میری پشت میں مل جاتا اور جب میں زمین پر بیٹھتا تو زمین سے آواز آتی 'اے وہ ذات! جس کی پشت میں حضور ﷺ کا نور مقدس ہے آپ پر میرا سلام ہوا' اور جب میں کسی خشک درخت اور کسی خشک جگہ پر بیٹھتا تو وہ فوراً سرسبز ہو جاتے اور اپنی ہری بھری شاخیاں مجھ پر ڈال دیتے اور جب میں لات و عزی اور دوسرے بتوں کے پاس سے گذرتا تو بت چیتنا شروع کر دیتے اور کہتے کہ ہم سے دور ہو جا' تیرے اندر وہ چیز ہے جس کے ہاتھوں پر ہماری اور تمام دنیا کے بتوں کی ہلاکت ہوگی۔ آپ کے یہ کائنات دُور دُور تک مشہور ہو گئے تو ستر یہودیوں نے آپس میں عہد و پیمان کیا کہ جب تک عبداللہ کو قتل نہ کریں ہم اپنی قوم کو منہ نہیں دکھائیں گے۔

ستر یہودی:

حضرت عبداللہ کو قتل کرنے کی غرض سے ستر یہودی مکہ میں آئے اور موقعہ تلاش کرتے رہے۔ ایک دن حضرت عبداللہ شکار کی غرض سے شہر کے باہر جا رہے تھے کہ انہی ستر یہودیوں نے اپنی زہر آلود گولواروں کے ساتھ آپ پر حملہ کر دیا۔ ایک رنگارنگ فوج گھوڑوں پر سوار اچانک آسمان سے اُتری اور دیکھتے ہی دیکھتے انہوں نے یہودیوں کو ختم کر دیا۔

اس واقعہ کو عید مناف کے بیٹے حضرت واہب دیکھ رہے تھے۔ یہ کرامت دیکھ کر انہوں نے مکمل ارادہ کر لیا کہ اپنی لڑکی آمنہ خاتون کو عبداللہ کے نکاح میں دیں گے۔

فوراً گھر آئے اور اپنی بیوی بڑہ بنت عزیٰ کو اس عجیب واقعہ کی خبر دے کر کہا کہ عبد اللہ قریش میں سب سے زیادہ خوبصورت نوجوان ہے۔ میں اپنی بیٹی آمنہ کے لئے اس سے زیادہ اچھا کوئی رشتہ نہیں پاتا۔ پھر حضرت بڑہ کو عبدالمطلب کے پاس بھیجا اور کہا کہ آپ اپنے بیٹے کے لئے میری لڑکی آمنہ خاتون کو قبول کر لیں۔ حضرت عبدالمطلب نے اس کو پسند فرمایا اور حضرت آمنہؓ حضرت عبد اللہ کے نکاح میں آ گئیں۔

اتم قال:

یوں وہ نور حضرت آمنہ کی طرف نکل ہو گیا، سیکڑوں وہ عورتیں جو حضرت عبد اللہ سے شادی کی خواہش رکھتی تھیں، مایوس ہو گئیں۔ ان میں سے ایک عورت اتم قال نے جو سب سے زیادہ خواہش مند تھی، صبح سویرے حضرت عبد اللہ کو دیکھ کر منہ پھیر لیا۔ آپ نے فرمایا کہ جو نے اعراس کیوں کیا؟ بولی جس نور کی طلب کا رہی وہ آج تیری پیشانی سے غائب ہے۔ اب مجھے تیری کوئی حاجت نہیں۔ یہ واقعہ سیرت ابن ہشام میں ہے۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو مجھے اپنے جسم سے پیاری پیاری خوشبو آ یا کرتی تھی۔

جانوروں کی مبارکبادیاں:

سیرت حلبیہ میں ہے جب وہ نور حضرت آمنہ کے پاس تشریف لایا تو قریش کے موسیٰوں نے اور چار پائیوں نے ایک دوسرے کو بشارت دی قسم ہے کعبہ کے رب کی کہ آج رات دنیا کا سردار اپنی والدہ کے پاس آ گیا۔ اسی رات تمام دنیا کے بادشاہوں کے تخت الٹ دیئے گئے۔ سب بت سرنگوں ہو گئے۔ روئے زمین کے تمام بادشاہ گونگے ہو گئے۔ ایک اعلان ہو رہا تھا کہ ابوالقاسم کا ظہور قریب ہو گیا ہے۔

نبیوں کی مبارک بادیاں :

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پہلا مہینہ گزرا تو میں نے بلند قدموں سے چلا دیا اور دیکھا جس نے بڑی تسلی کے لہجہ میں فرمایا کہ آمنہ تجھے خوشخبری ہو تو نبیوں کے سردار کی حاملہ ہے۔ میں نے عرض کی آپ کون ہیں؟ انھوں نے کہا میں آدم علیہ السلام ہوں۔ دوسرے مہینے حضرت شیث علیہ السلام کی زیارت ہوئی۔ انہوں نے بھی مبارکباد دی۔ تیسرے مہینے نوح علیہ السلام چوتھے مہینے حضرت ادریس علیہ السلام پانچویں مہینے حضرت ہود علیہ السلام چھٹے مہینے حضرت ابراہیم علیہ السلام ساتویں مہینے حضرت اسماعیل علیہ السلام آٹھویں مہینے حضرت موسیٰ علیہ السلام نویں مہینے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارتیں دیں۔

حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ مجھے ان نو ماہ میں کچھ بوجھ محسوس ہوا نہ کوئی چیز جو عورتوں کو پیش آتی ہے میں ان سے بالکل معز 1 اور صاف رہی۔

ابرہہ کا حملہ :

حضور سید عالم ﷺ کے ظہور سے صرف پانچ دن پہلے ابرہہ جو شاہ حبش نجاشی کی طرف سے یمن کا گورنر تھا کعبہ شریف کی عظمت کو برداشت نہ کر سکا ایک بڑا جنگی لشکر ہتھیوں سمیت لے کر کعبہ شریف کو گرانے کی غرض سے حملہ آور ہوا۔ جب کعبہ شریف سے تیس میل دور وادی حتر میں پہنچا تو اس کے ہاتھی نے آگے جانے سے انکار کر دیا۔ آخر مجبور اسی جگہ لشکر کا پڑاؤ ڈال دیا۔

عرب والوں کے لئے ہاتھی ایک عجیب چیز تھی۔ انہوں نے اس سے قبل ہاتھی کبھی نہیں دیکھے تھے۔ اس بڑے لشکر کی سلط و شوکت سے گھبرا کر اہل مکہ

پہاڑوں میں جانچے۔ صرف حضور ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب اور ان کے خاندان کے چند افراد جن کی تعداد بمشکل بارہ افراد تک پہنچتی تھی باقی رہ گئے اور ابرہہ کے اس عظیم لشکر سے مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے۔

ابرہہ کے ساتھی اور اونٹ:

اسی دوران میں ابرہہ کے کچھ لشکری اہل مکہ کے موشیوں کے ساتھ حضرت عبدالمطلب کے چٹا اونٹ بھی لے گئے۔ حضرت عبدالمطلب اکیلے ہی گھوڑے پر سوار ہو کر ابرہہ کے پاس پہنچ گئے۔ ابرہہ نے جب اس پیکر شرافت کو اپنی طرف آتے دیکھا تو استقبال کے لئے خیمے سے باہر نکل آیا اور نہایت احترام سے پیش آیا۔ اس نے کہا آپ کیسے تشریف لائے؟ آپ کا نام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا مجھے اہل عرب عبدالمطلب کے نام سے پکارتے ہیں اور یہاں آنے کی وجہ یہ ہے کہ میرے لشکری میرے اونٹ لے آئے ہیں۔ وہ واپس دے دو۔ ابرہہ نے کلمہ آمیز قہقہہ لگایا اور کہا عبدالمطلب! اپنے کعبہ کی فکر کرو۔ اونٹ تو ایک حقیر چیز ہے۔ میں تمہارا کعبہ گرانے آیا ہوں۔ میں نے تو سمجھا تھا کہ کعبہ کو بچانے کی کوشش کے لئے آئے ہوں گے اور اُسے نہ گرانے کی درخواست کرو گے، تمہیں تو اپنے اونٹوں کی فکر ہے۔

ابرہہ کی بات سن کر حضرت عبدالمطلب نے کیا نفیس جواب دیا، اسے ابرہہ! مجھے کعبہ کی فکر کیوں ہو؟ کعبہ جانے، کعبے والا جانے، مجھے میرے اونٹ واپس کر دے۔۔۔ ابرہہ آپ کا یہ صداقت انگیز جواب سن کر خاموش ہو گیا اور اونٹ واپس کر دیا۔ آپ اونٹوں کو لے کر گھر واپس تشریف لائے اور حضور ﷺ کی والدہ حضرت آمنہ کو ساتھ لے کر کعبہ شریف میں حاضری دی اور دُعا کی، اے کعبہ کے مالک! اے چودہ طبق کی

کائنات کے خالق! تو سچ و بصیر ہے، تو عظیم و خیر ہے۔ تو جانتا ہے کہ ایک دشمن تیرے مقدس گھر کو گرانے کی نیت سے آیا ہے، الہی تو نے مجھے ہتارت دی تھی کہ تیرے گھر میں ایک نور چمکے گا۔ الہی! اگر وہ نور آمنہ کے پیٹ میں ہے تو، اسی کے واسطے سے ہم دعا کرتے ہیں، اے مالک! تیرے سوا ہم کسی سے نہیں ڈرتے۔ اے مالک پچالے یورش دشمن سے اپنے گھر کی حرمت کو پچالے آل اسما میں کے سامان عزت کو

صبح سورج کے طلوع کے ساتھ ہی ابرہہ کعبہ پر حملہ کی تیاری کرنے لگا۔ ادھر حضور ﷺ کے وسیلہ سے مانگی ہوئی دعا فوراً قبول ہو گئی۔ پروردگار عالم نے اباہیلوں کے لشکر کو تیار رہنے کا حکم دے دیا۔ لشکر ابرہہ کی کعبہ پر چڑھائی کا منظر حضرت عبدالطلب اپنے خاندان سمیت ایک پہاڑ پر کھڑے ہو کر دیکھ رہے تھے۔ جونہی لشکر کے ہاتھی کعبہ کے قریب آئے تو سب کے سب منقلب کعبہ کے سامنے سجدے میں گر گئے۔ مہابت ہاتھیوں کو مارتے ہیں، اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں مگر: پڑے ہیں اس طرح ہاتھی کہ جنبش تک نہیں کرتے

حُد اکاڈر ہے دل میں آج شیطان سے نہیں ڈرتے

اور ابرہہ کا ہاتھی جس کا نام محمود تھا وہ تو بالکل اٹھنے کا نام نہیں لیتا تھا۔ ابرہہ یہ صورت دیکھ کر بہت گھبرایا اور فوج بیدل کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔

ابھی اس نے یہ حکم دیا ہی تھا کہ پروردگار عالم کا لشکر جدہ کی طرف سے نمودار ہوا۔ چھوٹے چھوٹے ہزاروں اباہیل منہ میں تین تین کنکر پاں اور ایک ایک کنکری بچوں میں لے کر ابرہہ کے لشکر پر آ گئے اور سنگریزوں کی بارش شروع کر دی۔ قدرست خداوندی کہ ہر کنکر پر اس شخص کا نام لکھا ہوا تھا جس سے وہ مارا جاتا تھا۔

جب نکر جسم پر پڑا تو جسم کو چھ کر پاؤں کی طرف سے نکل جاتا۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ عظیم الشان لشکر چند منٹوں میں جاہ و برباد کر دیا گیا قرآن کریم نے اس واقعہ کو کتنے شاعرانہ طریقہ پر بیان فرمایا ہے ارشاد ہوتا ہے: ﴿الْم تَزَكَّيْتَ فَعَلْ ذَٰلِكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ۚ أَلَمْ يَجْعَلْ كَبُدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ ۚ وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ ۚ تَزْمِيهِمْ بِحِجَاوَةِ يَوْمٍ ۚ هَٰذَا يَوْمُ فَتْرَةٍ كُنْتُمْ كَافَّةً ۚ فَكُفُّوا أَيْدِيَكُمْ عَنْهُ وَاتَّقُوا يَوْمَ تُدْعَوْنَ ۚ أَلَمْ تَكُنْ لَهُ الْفِيلُ ۚ﴾ اے محبوب! کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے رب نے بائیس والوں کا کیا حال کیا؟ (اصحابِ فیل کا واقعہ ولادت پاک سے پہلے کا ہے مگر فرمایا جاتا ہے ﴿الْم تَزَكَّيْتَ﴾ کیا آپ نے نہ دیکھا یعنی دیکھا ہے) کیا اللہ تعالیٰ نے اُن کے کمر و فریب کو ناکام نہیں بنا دیا اور (وہ یوں کہ) بھیج دیئے اُن پر ہرست سے پرندوں کی کڑیاں جو ہر ساتے تھے اُن پر نگر کی پتھریاں پس بنا ڈالا اُن کو جیسے کھایا ہوا بھوسہ۔۔۔ اسی لئے عرب والے اس سال کو عام الفیل کہتے ہیں۔

ظہور نور:

جب نور کے ظہور کا وقت قریب آیا رات جاری تھی اور صبح آ رہی تھی۔ پھر کا دن تھا۔ سیدہ آمنہ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک مختصر جماعت کو آسمان سے اترتے دیکھا جن کے پاس تین سفید جھنڈے تھے۔ اس جماعت نے ایک جھنڈا میرے گھر کے صحن میں گاڑ دیا ایک کعبہ کی چھت پر اور ایک بیت المقدس پر کھڑا کر دیا۔

اس سہانی رات میں آسمان کے ستارے قریب آ رہے تھے۔ ان ستاروں کی روشنی نے تمام دنیا کو نور سے بھر دیا۔ میں نے دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھل رہے تھے۔ میں گھر میں اکیلی تھی۔ عید المطلب طواف کعبہ کو گئے ہوئے تھے۔ اچانک میں

نے سفید پردے کے بازو کو دیکھا جو میرے دل پر نکل رہا تھا۔ اس کے اثر سے میری بے چینی زائل ہو گئی۔ بعد میں میں نے غور سے دیکھا کہ میرے سامنے شربت کا ایک پیالہ ہے جس کا رنگ بالکل سفید تھا۔ میں اسے دودھ سمجھ کر پی گئی۔ وہ شہد سے زیادہ شیریں تھا۔ پھر میرے پاس چند مورخیں آئیں۔ میں نے ان سے پوچھا آپ کون ہیں؟

ان میں سے ایک نے کہا کہ میں مریم عیسیٰ کی والدہ ہوں۔ دوسری نے کہا کہ میں آسیہ فرعون کی بیوی ہوں تیسری نے کہا کہ میں ہاجرہ ہوں۔ باقی سب حوریں ہیں۔ ہم سب آپ کی خدمت کے لئے آئی ہیں۔ پھر ایک آواز آئی جس سے میں پریشان ہو گئی۔ دیکھا تو ایک سفید ریشم کی چادر آسمان اور زمین کے درمیان لٹک گئی۔ ایک پکارنے والے نے کہا کہ اس کو دنیا کی نگاہوں سے اٹھالو۔ آسمان سے غور میں اتر رہی تھیں جن کے ہاتھوں میں سفید آفتابے تھے پھر بادل کا سفید ٹکڑا جس میں سبز رنگ کی چڑیاں جن کی چونچیں باقوت کی مانند سرخ نظر آئیں۔ یہ دیکھ کر میرا بدن پسینہ پسینہ ہو گیا۔ جو فطرہ پٹتا تھا اس سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ مشرق و مغرب زمین و آسمان ایک دم روشن ہو گئے حتیٰ کہ شام کے محلات اور بھری کے اونٹوں کی گردنیں نظر آنے لگیں۔ اس نور کا شمع میرا وجود تھا۔ اطراف عالم میں اعلان ہوا کہ محمد ﷺ پیدا ہو گئے۔

مصلیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
جس سہانی گھڑی چکا خلیفہ کا چاند اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

فضیلتِ شبِ ولادت :

علامہ امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں کہ شبِ ولادت سید عالم ﷺ شبِ قدر سے افضل ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس کی تین وجوہ ہیں :
(۱) شبِ ولادت آپ کی ذات گرامی کے ظہور کی رات ہے اور شبِ قدر آپ کو عطا کی گئی اور

اس مسئلہ میں کسی کو بھی نزاع نہیں ہے اسی اعتبار سے شبِ ولادت شبِ قدر سے افضل ہے۔
 (۲) شبِ قدر نزولِ ملائکہ کی وجہ سے مشرف ہے اور شبِ ولادت آپ کے ظہور کی وجہ
 سے مشرف اور وہ ذات جس کی وجہ سے شبِ ولادت کو فضیلت دی گئی، لہذا شبِ ولادت
 صفات سے افضل ہے جن کی وجہ سے شبِ قدر کو فضیلت دی گئی، لہذا شبِ ولادت
 شبِ قدر سے افضل ہوئی (۳) ایلیۃ القدر میں صرف امت محمدیہ پر فضل واقع ہوا
 ہے اور شبِ ولادت میں تمام موجودات پر اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہوا ہے جیسا کہ اللہ
 تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ لہذا آپ کی وجہ سے تمام
 مخلوقات پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں عام ہوئی ہیں۔ لہذا شبِ ولادت کا نفع زیادہ ہے اور
 یہی افضل ہے۔

حضور ﷺ کے میلاد کی خوشی کے لئے قرآن کریم کا ارشاد ہے ﴿قُلْ
 بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَةٍ وَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا﴾ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت کے
 ساتھ خوشیاں مناؤ، فَلْيَفْرَحُوا فرحت سے ہے یعنی خوشی۔ تو رحمت کی آمد پر
 خوشی منانا حکیم الہی کے عین مطابق ہے۔

امام قسطلانی کی تصریح:

امام قسطلانی شارح صحیح بخاری مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں: وما زال
 اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده ﷺ ويعملون الولائم ويتصدقون
 في لياليه بانواع الصدقات ويظهرون السرور ويزيدون في المنيرات
 ويعظمون بقراءة مولده الكريمه ويظهر عليهم بركاته كل فضل عظيم
 ومما جرب في خواصه انه امان في ذلك العام ويُشترى عاجلة بلیل
 البغية والعمرام فرحم الله امرا اتخذ ليالي شهر مولده المبارك اعيادا!

لیکون اشد علیٰ علیٰ من فی قلبہ مرض و اعیلہ دار۔ آپ کی ولادت پاک کے مہینے میں تمام اہل اسلام ہمیشہ محفل میلاد مناتے چلے آئے ہیں اور اسی خوشی میں کھانا پکا کر کھاتے رہے ہیں اور دعوت طعام کرتے آ رہے ہیں اور ان مبارک راتوں میں قسم قسم کے صدقات سے وہ صدقہ دیتے رہے ہیں اور اظہار سرور فرحت کرتے چلے آئے ہیں اور اس نیک کام میں حتی الوسع زیادہ کوشش کرتے آئے ہیں۔ اور آپ کا میلاد پڑھنے کا خاص اہتمام کرتے رہے ہیں جن کی برکتوں سے ان پر اللہ تعالیٰ کا فعل عظیم ظاہر ہوتا رہا ہے اور ولادت یا سعادت کے ایام میں محفل میلاد منانے کے خواص میں سے یہ امر مجرب ہے کہ اس سال میں امن و امان رہتا ہے اور ہر مقصود اور مراد پانے میں جلدی آنے والی خوشخبری ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمتیں فرمائے کہ جس نے ماہ ولادت کی راتوں کو عید بنا لیا۔

سید عالم ﷺ کی ولادت یا سعادت کی خوشی میں محفل میلاد کا انعقاد ہمیشہ سے علمائے سلف کا طریقہ چلا آ رہا ہے۔

جس طرف چشم محمد کے اشارے ہو گئے جتنے ذرے سامنے آئے ستارے ہو گئے

☆☆☆☆☆☆

میلاد رسول کا اہتمام:

حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو مخاطب ہو کر فرمایا ہے لَوْلَاکَ لَمَّا خَلَقْتَ الْاَنْفَکَ اے محبوب اگر تجھے پیدا کرنا نہ ہوتا تو میں انفلک کو نہ پیدا کرتا۔ لَوْلَاکَ لَمَّا خَلَقْتَ الدُّنْیَا اے محبوب اگر تجھے پیدا کرنا نہ ہوتا تو میں دنیا کو نہ پیدا کرتا۔ رسول کی میلاد مقصود تھی اس لئے زمین کا فرش بچھا دیا رسول کی میلاد مقصود تھی اس لئے

آسمان کا شامیانہ لگا دیا۔ رسول کی میلاد مقصود تھی اس لئے چاند سورج کے چہرے جلادے۔ رسول کی میلاد مقصود تھی اس لئے ستاروں کی قہ پلیمیں روشن کر دیں۔ رسول کی میلاد مقصود تھی اس لئے آبشار کے نغے جاری کر دیے۔ رسول کی میلاد مقصود تھی اس لئے دریا کو رواں دواں کر دیا۔ رسول کی میلاد مقصود تھی اس لئے کائنات کو اپنی نعمتوں سے آراستہ کر دیا۔ یہ زمین بھی میلاد والی زمین ہے یہ آسمان بھی میلاد والا آسمان ہے یہ چاند سورج بھی میلاد والے ہیں۔ اب اگر کسی کو میرے رسول کی میلاد سے اختلاف ہو تو اس میلاد والی زمین کو چھوڑ دے۔ اس میلاد والے آسمان سے کہیں دور نکلیں جا اور کوئی دوسرا سورج تلاش کرو جو رسول کی میلاد والا نہ ہو۔ یہ ساری کائنات اور افلاک کی تخلیق اسی وجہ سے ہوئی کہ رسول کی میلاد مقصود تھی۔

میرے رسول کی میلاد کے صدقے میں کسی کو نبوت ملی، کسی کو ولایت ملی، کسی کو قرآن ملا، کسی کو انجیل ملا، کسی کو زبور عطا ہوئی، کسی کو توریت ملی۔۔۔ اور ہم سب کو رسول کی غلامی ملی گئی۔ رسول کا کلمہ پڑھنے کی سعادت ملی گئی۔ ایمان والوں کو ایمان ملا اور کفر والوں کو رسول کی دھرتی پر رہنے کی مہلت ملی گئی۔۔۔ یہی ذکر میلاد مصطفیٰ ہے۔ معلوم ہوا کہ رسول کی میلاد کا ذکر کرنا سنت کبریٰ ہے اور ذکر کا شناسندہ انبیاء ہے۔

نور اور تاریکی:

نور کہتے ہیں روشنی کو اس کے مقابل جو چیز آئے وہ تاریکی ہے۔ نور کی دو قسمیں ہیں ایک نور عقلی ہے اور ایک نور حسی ہے۔ نور حسی یہ ہے جسے آپ دیکھ رہے ہیں مشاہدہ فرما رہے ہیں یہ پلپ جل رہے ہیں یہ نور حسی ہیں۔ نور عقلی یہ ہے مثال

کے طور پر علم نور ہے اس کے مقابلے میں جہالت تاریکی ہے۔ حیاء نور ہے بے حیائی تاریکی ہے۔ انصاف نور ہے بے انصافی تاریکی ہے۔ اچھے اخلاق نور ہیں بد اخلاقی تاریکی ہے۔ ہر خوبی کے مقابلے میں جو بُرائی ہے وہ تاریکی ہے۔۔۔ یقیناً تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے نور آگیا۔۔۔ نور حیاء بھی آیا نور انصاف بھی آیا نور علم بھی آیا نور فضل و کمال بھی نور جاہ و جلال بھی آیا نور حسن و جمال بھی نور جو دو نوال بھی آیا نور ہر ہر کمال بھی۔

نور کا کام ایک عام تاریکی کو دور کر دینا ہے۔ آفتاب تمہارے رنگ کو بدلنے کے لئے نہیں آتا آفتاب تمہارا رنگ دکھانے کے لئے آتا ہے۔ آفتاب کا کام ہی ایسا ہے جو ٹھپے ہوئے لوگ ہیں اُن کو اُبھار دیا جائے۔ نور کا کام ہے اُفتاب دے دینا نور کا کام ہے دھوکے اور فریب سے بچالینا۔۔۔ اب نور آگیا ہے۔ اب کوئی فریب نہ دے سکے گا کوئی اب اپنے کو اُبھار نہ سکے گا۔ اسی لئے میرے رسول نے تمام فریبوں کے چہرے سے نقاب الٹ دیا۔ تمام منافقین کے دلوں کی حرکت کو ظاہر فرما دیا 'ٹھپے ہوئے کو اُبھار دیا۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری علامہ ابن حجر عسقلانی اور عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری علامہ بدر الدین عینی میں ایک واقعہ ہے جمعہ کے دن منبر پر بیٹھ کر رسول نے کہا 'اُخرج يا فلان فانك منافق اے فلاں تو میری محفل سے نکل جا تو منافق ہے۔ اُخرج يا فلان فانك منافق اے فلاں تو بھی میری محفل سے نکل جا تو بھی منافق ہے۔۔۔ جب تک بُھوٹ دینے کا حکم تھا بُھوٹ دیتے رہے اور جب نکالنے کا حکم ہوا ایک ایک کو نکالتے رہے۔ منافقین خاموشی سے نکلتے چلے گئے۔ وہ جانتے تھے کہ یہ علیم وخبیر کی بات ہے۔ یہ علم والے کی بات ہے۔ خیریت سے نکل چلو اگر حجت کریں گے تو ابھی نفاق کھلا ہے دوسرے

عیب بھی کھل جائیں گے۔ اب متفق اپنے کو گھٹا نہیں سکتا، نور آگیا۔ نور دل کی حرکتوں اور فطرت کو ظاہر کر دے گا۔ ایسے کلمہ پڑھنے والوں اور ایسے نماز پڑھنے والوں کو مسجد سے نکالنا یہ رسول کی سنت ہے۔

فرش والے تیری شوکت کا غلو کیا جائیں خسر و اعش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا
چشمِ اعلیٰ میں خورشید و بخور ہے دیدۂ صاحب دید میں نور ہے
آنکھ والوں سے اے بے بصیر چھلے میرا سرکار نور علی نور ہے
اگر خوش رہوں میں تو تو ہی سب کچھ ہے جو کچھ کہا تو تیرا حسن ہو گیا محدود

☆☆☆☆☆

وَأَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي
وَأَكْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ الْيَسَاءِ
خُلِقْتَ مُبَسَّرَةً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

اے حسن و جمال کے تاجدار! احمد بخار

آپ سے بڑھ کر کوئی حسن و جمال والا میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا
آپ سے بڑا صاحبِ کمال تمام جہاں کی عورتوں کی آنکھوں میں کبھی کوئی نہیں پیدا ہوا
خالقِ حسن و جمال نے آپ کو ہر عیب سے بری اور پاک پیدا فرمایا ہے
گویا آپ جس طرح چاہتے تھے ظلالِ عالم نے آپ کی جھلک فرمائی۔
(سیدنا جتنا بن عبد ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

☆☆☆☆☆

وَأَجِزْ دَعْوَانَا إِنَّ الْخَمْدَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
وَصَلِّ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ

مطبوعات مکتبہ انوار المصطفیٰ

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
رسول اکرم ﷺ کے تقریبی اختیارات	۱۸/	حقیقت شرک	۵۰/
اسلام کا نظریہ عبادت اور سوز و گریہ صاحب	۳۵/	شفقت و بدعت	۲۵/
اسلام کا نظریہ عبادت اور سوز و گریہ صاحب	۲۰/	مورتوں کا حج و عمرہ	۳۰/
دین اور آقا صمت دین	۵۵/	گناہ اور عذاب الہی	۲۵/
محبت رسول و روح ایمان	۲۰/	اسلامی نام	۱۵/
امام احمد رضا اور اردو تراجم کا تقابلی مطالعہ	۱۰/	مشقرت الہی و سنیۃ النبی	۲۰/
فضیلت رسول ﷺ	۲۰/	جماعت الہدیٰ کا قریب	۸/
رحمت عالم ﷺ	۱۲/	جماعت الہدیٰ کا بنیادین	۲۵/
شیعوں کے گیارہ اعتراضات	۱۰/	توبہ و استغفار	۲۰/
سیدنا امام حسین اور بڑے	۲۰/	شیعیانی دسواں کا علاج	۲۵/
سیدنا علی اور خلفائے راشدین	۱۰/	فحائل لا تحول و لا قوۃ الا باللہ	۲۵/
عورتوں کی نماز	۲۵/	الہدیٰ اور شیعہ مذہب	۱۲/
صحیح طریقہ غسل	۲۵/	نماز جنازہ کا طریقہ	۸/
جادو کا قرآنی علاج	۵/	احکام میت	۲۰/
طریقہ فاتحہ	۱۰/	قربانی اور خبیثہ	۲۰/
آیات شفاء	۵/	عیدین و سستی ﷺ	۲۵/
بکے اعتراضات اور لائف انشورنس	۱۰/	قرآن مجید کے ظہور میں کی کتاب عربی	۱۰/
سلام پڑھنے کا ثبوت	۵/	علم قریب	۵/
دقت تراویح اور ثبوت صحیح	۵/	حقیقت نور محمدی ﷺ	۲۰/
فتاویٰ نظامیہ	۵/	عز کی کیا ہے؟	۵/
تعلیق جماعت کا تہ اسرار پر و گرام	۵/	Durood Shareef	۲۵/

مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلیہ روہ حیدر آباد (فون: ۱۲۰۳۲-۵۵۷)

ہماری مطبوعات

